قسط نمبر چار

دل کانچ کا گھر

آ ایمان قاضی

تری نگاہِ تغافل کو کون سمجھائے
کہ اپنے دل پہ مجھے اختیار بھی تو نہیں
تو ہی بتا کہ تری خامشی کو کیا سمجھوں
تری نگاہ سے کچھ آشکار بھی تو نہیں

''کیا بات ہے مومن بھائی! ایسی ایمرجنسی میں بلایا ہے کہ مجھے پریشان کر دیا، ویسے بھی آپ کی حرکتیں دن بدن مشکوک ہوتی جا رہی ہیں اور مشکوک بندوں سے میل جول مجھے پسند نہیں ہے۔ بندہ خوامخواہ نظروں میں آ جاتا ہے، حالات ویسے بھی سخت جا رہے ہیں آج کل اردگرد کے۔'' شاہ جہان ہمیشہ کی طرح جلدی میں تھا اور انداز بھی احسان جتانے والا تھا اس کا۔

وہ ایک درمیانے درجے کا ہوٹل تھا جہاں اس وقت گاہک بہت کم تھے۔ مومن نے شاہ جہان کو بلانے کے لیے اسی ہوٹل کا انتخاب کیا تھا جو اس کے گھر سے نزدیک تھا تاکہ اسے آنے میں مسئلہ نہ ہو، یہ اور بات تھی کہ وہ مومن کے فون کرنے پر آسانی سے راضی نہیں ہوا تھا۔

''اچھا یار! بیٹھو تو سہی، ہر وقت ہوا کے گھوڑے پر سوار رہتے ہو اور غصہ تو ویسے بھی تمہاری صحت کے لیے ٹھیک نہیں..... ایک اکیلی منحنی جان کیا، کیا برداشت کر سکتے ہو؟'' مومن نے شاہ جہان کا ہاتھ پکڑ کر اسے کرسی پر بٹھایا۔ وہ تیوری چڑھائے کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا۔

''یہ کون ہے؟'' شاہ جہان نے ابرو اچکا کر پوچھا، اس کی نظر عمر پر اب پڑی تھی جو تنقیدی نظروں سے اسے تب سے دیکھ رہا تھا جب سے اس نے ہوٹل میں قدم رکھا تھا۔

''یار..... تم کسی طرف نظر اٹھا کر دیکھو تو پتا چلے کہ بندہ کب سے تمہاری نظر کرم کا منتظر ہے، ان سے ملو یہ میرا دوست ہے اور یار ہیں شاہ جہان، جن کی تعریف کے لیے اس وقت میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ دماغ بھی تب چلتا ہے جب پیٹ بھرا ہو اور اس وقت میرا دماغ بھی پیٹ کی طرح خالی ہے۔'' اتنی دیر میں ویٹر نے کھانا سرو کرنا شروع کر دیا تھا۔

''کھانا شروع کر یار شاہ جہان کیا یاد کرو گے کہ کسی سخی سے پالا پڑا ہے تمہارا اور آئندہ بھی تم اگر تعاون کرو گے تو تمہیں اس سے بھی بڑھ کر اس سخاوت کے فوائد ملتے رہیں گے۔'' شاہ جہان کو اس سے پہلے بھلا کس نے ایسا

www.zemtime.com

پروٹوکول دیا تھا سو خوب سینہ چوڑا کر کے کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔

"اب آ ہی گئے ہو تو آپ بھی کھا لو کھانا..... اب ایسے دیکھتے رہو گے کیا؟ ویسے بھی میری اماں اگر زندہ ہوتیں تو کہتیں بیٹا تمہیں نظر جلدی لگ جاتی ہے۔" شاہ جہان کے بے نیازی سے کہنے پر عمر کی تو تیوری چڑھ گئی مگر مومن بے ساختہ ہنس دیا۔

"بالکل بجا فرمایا شاہ جہان نے..... کھا لو بھئی، تم نے کہاں ایسے کھانے کبھی کھائے ہوں گے جو آج تمہیں شاہ جہان کے نصیب سے مل رہا ہے۔" مومن نے سالن کی ڈش عمر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جو حیرت سے کبھی سالن کی ڈش اور کبھی شاہ جہان کی پلیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا جس میں بوٹیوں کا پہاڑ بنا کر اس نے سالن کی ڈش تقریباً خالی کر دی تھی۔ طویل سانس لیتے ہوئے اس نے ڈش میں بچا ہوا شوربہ اپنی پلیٹ میں نکلا۔

"ہاں تو مومن بھائی! واپسی کا کیا پروگرام ہے؟ مجھ سے تو اب چلا بھی بہ مشکل جاتا ہے، مجھے بھی بائیک پر لے چلنا، گھر سے ایک اسٹاپ پہلے اتار دینا۔ ہماری مالکن بڑی سخت ہیں ایرے، غیروں سے تعلقات کے حوالے سے۔" شاہ جہان نے عمر کو دیکھتے ہوئے خصوصی طور پر جتایا تھا، نجانے کیوں اسے لگ رہا تھا کہ مومن کے دوست پر اس کا بڑا رعب پڑ رہا ہے۔

"ارے شاہ جہان بیٹھو بھئی کیا جلدی ہے جانے کی، بات تو سنو جس کے لیے تمہیں اتنی پریشانی اٹھا کر بلایا ہے۔" اس نے کھانے کے خالی برتنوں کی طرف اشارہ کیا جو شاہ جہان نے بڑی صفائی سے صاف ستھرے کر دیے تھے۔

"جلدی بولو مومن بھائی، میرا وقت بڑا قیمتی ہے..... آگے مجھے ایک ایک منٹ کا حساب دینا ہوتا ہے۔" اس نے

www.zemtime.com

کلائی کو دیکھ کر اشارہ کیا جہاں گھڑی نہیں تھی..... عمر نے بے اختیار طویل سانس لیتے ہوئے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی تاہم وہ اس ساری گفتگو میں اب تک خاموش ہی رہا تھا۔

"بات سنو شاہ جہان، میں بڑی بیگم اور تمہاری بڑی بہنوں سے خوب واقف ہوں، یہ تمہاری بہنیں ہی ہیں جن کی بدولت تم معاشرے میں سر اٹھا کر پھرتے ہو اور کسی قابل نہ ہوتے ہوئے بھی زندگی کے مزے لوٹتے نظر آرہے ہو۔" شاہ جہان نے درمیانی والی بات پر شاید غور نہیں کیا تھا اس لیے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

"تو کیا تم نہیں چاہتے کہ وہ سب اپنے اپنے گھروں میں خوش باش رہیں؟"

"خوش باش ہی ہیں..... آپ سے تو اچھی زندگی گزار رہی ہیں اور مجھے کم از کم آپ سے یہ امید نہیں تھی کہ آپ ہر ایرے غیرے کے سامنے میری بہنوں کا ذکر چھیڑ بیٹھو گے۔" پہلا فقرہ بے نیازی سے جبکہ دوسرا عمر کو دیکھتے ہوئے وہ بھی کینہ توز نظروں سے ادا کیا تھا۔ عمر نے بے ساختہ ہونٹ بھینچے کہ اگر مومن نے اسے سختی سے چپ رہنے کی تاکید نہ کی ہوتی تو وہ اس خبیث لڑکے کی گردن مروڑ دیتا۔

"یار..... یہ میرا بھائیوں جیسا دوست ہے اور میں بھلا کسی اور کے سامنے یہ ذکر کر سکتا ہوں، پاگل سمجھا ہے کیا مجھے، اس کو تم فی الحال اندھا، بہرہ اور گونگا ہی سمجھو۔" مومن کی اس بات پر عمر کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوا اور وہ کرسی کھسکا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو بھئی تم، میری تو عمران ہی کاموں میں گزر رہی ہے، ایک کو مناتا ہوں تو دوسرا روٹھ جاتا ہے..... دوسرے کو منانے جاتا ہوں تو تیسرا روٹھ کر جا چکا ہوتا ہے۔ آج ہمارا معاہدہ طے پا گیا تو تم نے عمر بھر میرے چرنوں میں زندگی بتانی ہے، اس لیے مان لو میری بات اور بیٹھ جاؤ۔" مومن نے عمر کا ہاتھ پکڑ کر اسے زبردستی کرسی پر بٹھایا۔

"یار..... تمہاری بہنوں کی شادی کی بات کر رہا ہوں، انہیں گھر میں بیٹھا کر کیا حاصل ہوگا تمہاری بڑی بیگم کو، پتا بھی ہے کہ ہمارے مذہب میں کتنا گناہ ہے بچوں کی شادیاں نہ کرنے کا..... یہ بڑے بڑے کوڑے ماریں گے فرشتے، وہاں تو بچانے بھی کوئی نہیں آئے گا کیا تم گوارا کرو گے کہ تمہاری بڑی بیگم کو جلتے ہوئے کڑاہی میں ڈال دیا جائے۔"

"اللہ نہ کرے مومن بھائی..... آپ تو تیار ہی بیٹھے ہو بڑی بیگم کو جہنم میں بھیجنے کے لیے۔" شاہ جہان خفگی سے بولا۔

"میری بھی خواہش ہے مگر بڑی بیگم سے بہت پیار ہے ہم سب کو۔ وہ بہت بیمار ہو جاتی ہیں، کتنے کتنے دن ہسپتال میں رہتی ہیں اس بات کے ذکر سے اور بہنیں بھی خوش ہیں اپنی زندگی سے، مجھے نہیں لگتا کہ ان میں سے کسی کو شادی کی خواہش ہو، سوائے حیا باجی کے۔" شاہ جہان نے معنی خیزی سے مومن کو دیکھا۔

"اس لیے آپ خود بھی چین سے رہو اور ان کو بھی رہنے دو..... اب میں جاؤں؟" شاہ جہان نے کہا۔

"اچھا چلے جانا شاہ جہان، بس میں ایک بار تمہاری بڑی بیگم کو قائل کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح کر کے وہ اپنے ذمہ بھی گناہ لے رہی ہیں اور اپنی بچیوں کی زندگی بھی خراب کر رہی ہیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں اگر تمہاری بڑی بیگم کو قائل نہ کر سکا تو پھر کبھی بھی اس بارے میں بات کروں گا نہ تمہیں تنگ کروں گا۔"

"ضرور کرو، میرا کیا جاتا ہے..... بس بڑی بیگم جو تا دس نمبر کا استعمال کرتی ہیں، یہ میں بتا دوں کہ آخر میرے کچھ تعلقات رہے ہیں آپ سے، اچھے برے جیسے بھی اور مردوں پر تو کفگیر اور چمٹا ٹائپ چیزوں کا استعمال بھی کر گزرتی ہیں۔" شاہ جہان نے بے نیازی سے شانے اچکا کر کہا۔

www.zemtime.com

"بس میرا ذرا قائل کرنے کا طریقہ مختلف ہوگا اس میں مجھے تمہارے تعاون کی سخت ضرورت پیش آئے گی۔" مومن نے معنی خیزی سے کہا۔

"مطلب یہ کہ....." مومن نے جینز کی پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر پانچ ہزار کا کڑکڑاتا نوٹ نکال کر میز پر رکھا جسے دیکھ کر شاہ جہان کی آنکھوں میں عجیب سی چمک آئی، اس نے جھپٹ کر نوٹ اٹھایا، چوما اور جیب میں رکھ لیا۔ اس کی اس حرکت پر عمر بے ساختہ مسکرایا۔

"تم نے پرسوں رات دو بجے گھر کا گیٹ کھولنا ہے اور کام ہونے کے بعد بخیریت ہمیں وہاں سے نکالنا ہے۔ ہمارا کام صرف بڑی بیگم کے کمرے میں ہوگا وہ بھی پانچ سے سات منٹ کا اس دوران تم نے باہر کھڑے ہو کر نگرانی کرنی ہے۔ مزید اپ ڈیٹس میں کال پر بتاؤں گا۔" مومن نے کہا تو شاہ جہان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

☆

"کیا بات ہے صفا، طبیعت ٹھیک ہے، گھر میں تو سب ٹھیک ہے ناں؟" اسے روٹین سے قدرے سست اور خاموش دیکھ کر عمر نے پوچھا۔

"نہیں..... کوئی خاص بات نہیں ہے۔" وہ چونکی اور مسکرا کر بولی۔

"چلیں عام بات ہی بتا دیں جس نے آپ کو پریشانی میں نہ سہی الجھن میں ضرور مبتلا کر دیا ہے۔" عمر جو کسی ضروری کام سے اس کے پاس آیا تھا کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"سلیم احمد کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ بہت بیمار ہیں۔" کچھ توقف سے اس نے ہاتھ کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسا کر کہا۔

"کون سلیم احمد اور آپ کو کیا ٹینشن ہے ان کی پریشانی کی؟" عمر حیرت سے بولا کہ وہ صفا کے والد کا نام اس وقت بالکل بھول گیا تھا جو صفا نے چند دن پہلے ہی اسے بتایا تھا۔

"بائیولوجیکل فادر ہیں میرے اور باوجود کوشش کے بھی میں یہ بات بھول نہیں پا رہی ہوں۔" عمر کو اس کی آواز بھرائی ہوئی محسوس ہوئی۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا؟" وہ کرسی پر آگے ہو کر بولا۔

"جمیل انکل ہیں اماں اور ابا کے رشتہ دار..... ان کی مسز آئی تھیں تین چار دن پہلے ہمارے ہاں، جاتے ہوئے مجھے بتا گئی تھیں، کاش کہ نہ بتاتیں، سلیم احمد کی خالہ زاد ہیں وہ خاتون..... رابطہ ہوگا ان کا سلیم احمد سے شاید یا سنا ہوگا کہیں سے۔"

"جمیل احمد..... مومن خبیث نے تو ذکر بھی نہیں کیا۔" عمر بولا۔

"جی مجھ سے کچھ کہا؟" صفا کے پوچھنے پر عمر گڑبڑایا۔

"جی..... جی میں کہہ رہا تھا کہ اب آپ کیا چاہتی ہیں؟" وہ پوری طرح صفا کی طرف متوجہ ہوا۔

"اصل میں شروع سے ہی ہم سسٹرز کی آپس میں ایسی بونڈنگ رہی ہے کہ ہر چھوٹی بڑی بات جو کسی بھی بہن سے متعلق ہو، سب کے علم میں ہوتی ہے، اس لیے ہمیں باہر کبھی دوست بتانے کی ضرورت نہیں پیش آئی۔ سلیم احمد کی بیماری کی خبر نہ جانے کیوں میں ان سب سے شیئر نہیں کر سکی ہوں تو عجیب سا احساس ہو رہا ہے۔"

"آپ انہیں نام سے کیوں بلاتی ہیں؟" عمر کا سوال بے ساختہ تھا۔

"اماں بلاتی تھیں تو ہمارے بھی منہ پر چڑھ گیا..... ان سے محبت اور لاڈ والا تعلق تو ہماری شعوری زندگی میں رہا

www.zemtime.com

ہی نہیں کہ ابا، بابا جیسے میٹھے لفظوں کا استعمال ہوتا۔ سلیم احمد آتے، اماں کو مار کر ان سے پیسے لیتے، پیسے نہ ہونے کی صورت میں گھر کی کوئی قیمتی چیز لیتے اور اماں کے رونے چلانے کے باوجود چلتے بنتے۔ اماں کا سارا زیور جوئے میں چلا گیا۔ ان کی انگلی سے انگوٹھی کا بے دردانہ انداز سے اتارنا اور بالیوں کا کانوں سے نوچنا۔ سلیم احمد کی ہر وقت کی مار اور گالم گلوچ نے ہمیں باور کرا دیا تھا کہ سلیم احمد وہ باپ ہی نہیں تھا جس کے گھر آتے ہی بچوں کو شفقت یا تحفظ کا احساس ہوتا۔ وہ تو ایسے خوف ناک شخص کا نام تھا جس کے گھر میں آنے کا تصور ہی ہمیں سہما دیا کرتا تھا۔ تم لوگ سلیم احمد کے سامنے مت آنا۔ اس کی بیوی، گھر بار اور اولاد سب کچھ اب جوا ہے..... آخری بار جب انہوں نے دعا کے اسکول بیگ سے فیس کے لیے ادا کی جانے والی رقم چرائی تھی بلکہ سب کے سامنے ہی اٹھا کر لے گئے تھے، ان کی اس حرکت نے ان کے لیے ہمارے دلوں میں باپ کا احترام تو ختم کیا ہی تھا لفظ ابا یا بابا کو بھی اپنی لالچ اور جوئے کی ریزر سے مٹا گئے تھے، تب سے اب تک سوائے حیا کے ہم سب کے منہ سے باوجود کوشش کے سلیم احمد کے سوا کچھ نکلتا ہی نہیں..... ہاں حیا چھوٹے تھی اس وقت شعور کی وادیوں سے دور سوا اب بھی اس کے دل و دماغ میں باپ کے حوالے سے باپ کی شفقت اور محبت کا وہ ہولناک تصور نہیں ہے جو ہمارے دلوں میں ہے۔ اماں نے یا ہم نے بھی اس کے باپ کے ایک خوب صورت تخیل کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس لیے وہ اکثر انہیں یاد کرتی ہے۔" اس دن صفا نے زندگی میں پہلی بار اپنی بہنوں یا ماں کے علاوہ ایک باہر کی دنیا کے شخص سے اپنی ذات اور ذات سے جڑی بہت سی باتوں کا ذکر کیا تھا اور وہ شخص کوئی اور نہیں عمر تھا۔

☆

"یہ سلیم احمد کا کیا چکر ہے؟" عمر تو شام کو ہی چلا آیا مومن کے پاس، دونوں قریبی پارک میں بیٹھے تھے۔ جہاں دونوں شام کو اکٹھے واک کیا کرتے تھے۔

"مطلب..... تو نے کہاں دیکھا سلیم احمد کو، کون سلیم احمد؟" بھاگنے کے لیے پر تولتا مومن چونک گیا۔ دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجی تھی۔

"صفا اور حیا کا باپ، ہمارا ہونے والا سسر، سنا ہے بہت بیمار ہے آج کل۔" عمر نے لاپروائی سے کہا۔ مومن نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"تجھے کس نے بتایا؟" اس نے عمر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"صفا بتا رہی تھی اور اسے آنٹی نے بتایا ہے مطلب تمہاری اماں نے۔"

"اووو..... یار۔" مومن ہاتھ پر مکا مار کر بے بسی سے بولا۔

"اماں کو بھیجا تھا بڑی بیگم کو رشتے کے لیے ٹٹولنے پر وہ رام کہانی سنا کر آ گئیں سلیم احمد کی، مان لے کہ یہ سلیم احمد ہمارے ہونے والے رشتوں میں دخل انداز ہوگا۔ جیسے ہی اس کے رابطے کا بڑی بیگم کو علم ہوگا ہم نے ان کی گڈ بک سے نکل جانا ہے اور تو، تو ویسے ہی ان کی گڈ بک سے باہر ہے۔" اس نے عمر کو اشارہ کیا اور سست رفتاری سے دوڑنا شروع کیا۔

"گڈ بک کے کچھ لگتے..... آج میں تجھ سے صاف بات کرنے آیا ہوں کہ میں تیرے اس خطرناک کھیل کا حصہ نہیں بن رہا جس میں عزت جانے کے تو چانس ہیں ہی جان بھی جا سکتی ہے۔ رات کے آدھے پہر میں کبھی بھی ایسے گھر میں گھسنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا جہاں صرف خواتین رہتی ہوں اور اگر جو صفا کو پتا چل گیا تو میں تو سمجھو جان سے مارا جاؤں گا، نہ بابا یہ دیکھ میرے جڑے ہاتھ۔ میں شریفوں کی طرح اچھے وقت کا انتظار کرنے والوں میں سے ہوں،

www.zemtime.com

وہ تو تم نے سارا پروگرام ہی اس عیار لڑکے کے سامنے عیاں کر دیا ورنہ مجھ سے پہلے ڈسکس کرتے تو میں صاف منع کر دیتا۔"

"اچھا تو شریف ہے تو مجھے نامی گرامی غنڈہ سمجھا ہے تو نے؟ جس کا کام ہی یہی ہے کہ لوگوں کے گھروں میں گھسنا۔" مومن رک کر عمر کو گھورتے ہوئے بولا۔

"عمر..... عمر..... بہت سوچنے پر میری عقل میں کوئی حل نہیں آ رہا..... اماں میرے لیے لڑکیاں دیکھنا شروع کر چکی ہیں۔ حیا نے بھی ہری جھنڈی دکھا دی کہ بڑی بیگم کی مرضی کے آگے محبت گئی بھاڑ میں۔ ہم نے صرف بڑی بیگم کے کمرے میں داخل ہونا ہے، ہمارے منہ پر ماسک ہوں گے۔ میں نے ان کو صرف دھمکانا ہے زبانی کلامی اور یہ احساس دلانا ہے کہ مرد کے بغیر عورتیں چاہے تعداد میں جتنی ہوں تنہا ہوتی ہیں اور دو سے تین منٹ میں واپس آ جانا ہے بس۔" اب کے مومن کا لہجہ صلح جو تھا۔

"پھر بھی..... پھر بھی یہ اخلاقی جرم ہے، پکڑے جانے پر بے عزتی الگ ہونی ہے۔ مومن اور تیری تو اپنی اکیڈمی ہے، میری تو جاب بھی ساتھ جائے گی، جسے اتنے برس کی کوشش کے بعد میں نے حاصل کی ہے۔"

"بس پھر ٹھیک ہے میں بھی اپنی راہ ہموار کرنے کے ساتھ ساتھ کسی طرح یہ باور کرا کے آؤں گا کہ ان خاتون کو کہ بھلے ساری بیٹیوں کو بیاہ دے ایک بینک والی کے بارے میں ایسا سوچنا بھی مت ورنہ میں اس کو اور اس کی بیٹی کو گولی مار دوں گا کیونکہ میرا تعلق ایک گینگ سے ہے۔"

"مومن..... غلط بات مت کر۔" عمر نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔

"تو مان لے میری بات، صرف پانچ منٹ کا کام ہے سارا جس کے بعد ہماری لائف بن جانی ہے۔" مومن کا انداز بلیک میل کرنے والا تھا۔

"تیرا کیا خیال ہے کہ ایک چور کی بات سن کر وہ خاتون اگلے دن اپنی بیٹی کا ہاتھ تیرے ہاتھ میں پکڑا دیں گی۔"

"ہاں ناں..... تجھے اپنے دوست کی صلاحیتوں کا پتا نہیں ہے ابھی۔" مومن نے اپنا کالر جھاڑے۔

"مومن..... یار میں نے تو احساس جرم سے ہی مر جانا ہے بلکہ میں تو تیری بات سن کر ہی خود کو مجرم محسوس کر رہا ہوں ابھی سے، چھوڑ دے یہ خیال کچھ اور سوچتے ہیں۔" عمر کا انداز تذبذب لیے ہوئے تھا۔

"نہیں اس پروگرام کے بعد ہی کسی اور خیال پر کام ہوگا، تو نے ساتھ دینا ہے تو گیارہ بجے تک آ جانا اسی جگہ پر جو میں نے بتائی تھی، نہیں جانا تو میں نے تو اپنی جنگ اس طریقے سے لڑنے کا پورا پورا ارادہ کر لیا ہے۔" مومن انگلی اٹھا کر قطعی لہجے میں کہتا ہوا ٹریک پر دوڑ لگا۔ عمر بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"کمینہ، خبیث، لفنگا، کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایم فل میتھس ہے۔ خیالات سے تو لگتا ہے ایم فل غلط کاموں میں ہی کیا ہے اس نے۔" لبوں ہی لبوں میں بڑبڑاتا وہ اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔

☆

"ہاں بھئی جوان! کام کیسا جا رہا ہے، مطمئن تو ہو ناں؟" آج کافی دن بعد اس کی ملاقات اسد صاحب سے ہو رہی تھی کہ وہ رشتہ داری دیکھ کر فائدہ اٹھانے والوں میں سے نہیں تھا بلکہ اس کی خواہش تھی کہ وہ اپنی محنت اور لگن سے اسد صاحب کے دل میں جگہ بنائے۔ ہونے والے داماد کے طور پر نہیں بلکہ ایک اچھے اور محنتی ورکر کے لحاظ سے۔

"جی سر! بالکل ٹھیک اور میں مطمئن ہوں یا نہیں آپ کو میرے کام سے مطمئن ہونا چاہیے۔"

"ہمم..... بہت اچھے، ایسے ہی نہیں میں تمہیں پسند کرتا، میں صرف مطمئن ہی نہیں بہت خوش بھی ہوں تمہارے

www.zemtime.com

کام سے۔" وہ قدرے آگے جھک کر شفقت سے بولے۔

"تھینک یو سر۔" ہلکی سی مسکراہٹ ریان کے چہرے پر آئی۔

"اور یہ سر..... سر کیا لگا رکھی ہے۔ ماموں ہوں یار تمہارا، ماموں کہو گے تو زیادہ اچھا لگے گا مجھے۔" اسد صاحب مسکرا کر بولے۔

"نہیں سر..... ماموں پکار لیا تو پھر تقاضے بھی بھانجوں والے کرنے کو دل کرے گا، یہاں آپ صرف میرے باس ہیں۔"

"گڈ..... تمہاری یہی باتیں اور عادات مجھے بڑی پسند ہیں۔ اپنے باپ والی خوددار طبیعت پائی ہے تم نے۔" اسد صاحب کے سراہنے پر وہ چپ رہا۔

"اچھا اب آجاتے ہیں کام کی طرف۔" انہوں نے سگار کو ایش ٹرے میں جھاڑتے ہوئے کہا۔ ریان سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"ڈیزائننگ کے شعبہ میں میں دو نئے لوگ اپائنٹ کیے ہیں۔ ایک افراہیم صاحب کو اسسٹ کریں گے اور ایک ورکر تمہیں اسسٹ کرے گا، دونوں ہی یونی سے فریش پاس آؤٹ ہیں لیکن کام بڑا ہی متاثر کن ہے ان کا۔ نئے پراجیکٹ میں ان کے آئیڈیاز بہت کام آئیں گے۔ افراہیم صاحب کو بھی بریف کر دیا ہے۔ تمہیں بھی تمہاری اسسٹنٹ پراجیکٹ سے ملا دیتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ تم ان سے مل کر مایوس نہیں ہوں گے۔" اسد صاحب کے کہنے پر ریان سر ہلا کر رہ گیا۔ وہ اب انٹرکام پر پی اے کو کوئی ہدایات دے رہے تھے۔ چند لمحوں بعد گلاس ڈور پر ہلکی سی دستک اور ان کی اجازت کے بعد وہ اندر آئی اور مشترکہ سلام کیا۔ جس کا جواب انہوں نے بآواز بلند اور ریان نے زیر لب دیا۔ وہ اس کے قریب والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"ان سے ملیے مس شفا..... یہ ہیں ہماری کمپنی کے پراجیکٹ ہیڈ مسٹر ریان احمد اور ریان یہ ہیں شفا سلیم احمد، اسسٹنٹ پراجیکٹ۔" ان کے تعارف کرانے پر برابر بیٹھے شخص پر ایک نظر ڈال کر وہ چونکی تاہم لمحے کے سویں حصے میں خود کو کمپوز بھی کر لیا تھا مگر ریان شاید اس جتنا مضبوط اعصاب کا مالک نہیں تھا یا کسی آخری سوچ کے طور پر بھی وہ اس کی یہاں موجودگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا سو یک ٹک اسے دیکھتا رہا۔

☆

عمر کا دل سو میل فی سیکنڈ کی رفتار سے دوڑ رہا تھا کہ پہلے پہل تو اس کا بالکل بھی مومن کے احمقانہ پروگرام میں ساتھ دینے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا مگر جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا دل کی رفتار اسی حساب سے بڑھ رہی تھی۔ بالآخر صفا سے دست برداری کا خیال وہ واحد خیال تھا جس نے اسے ہمت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ مومن نے اسے کوئی واضح پلان نہیں بتایا تھا کہ وہ بڑی بیگم کو کیسے قائل کرنے والا تھا۔ اس نے سب کچھ خود ہی کرنا تھا۔ عمر نے فقط اس کے ساتھ جانا تھا۔ وہ نہ جاتا تب بھی مومن جو کر گزرنے کی ٹھان چکا تھا وہ ضرور کرتا۔ اس لیے قسمت آزمانے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ رات آٹھ بجے اس نے مومن کو میسج کیا کہ وہ گیارہ بجے تک پہنچ جائے گا۔

"گڈ..... یہ ہوئی ناں مردوں والی بات، یقین کر کل تجھے اپنے اس فیصلے پر فخر ہونے والا ہے۔" جواب میں مومن کا میسج پڑھ کر وہ زیر لب "خبیث" بڑبڑایا۔ رات ساڑھے دس بجے جب وہ گھر سے نکل رہا تھا، دماغ نے اس بے وقوفانہ فعل پر ڈپٹ کر روکنے کی کوشش کی مگر وہ ان سنی کیے بائیک لے کر نکلا اور مومن کی طرف آ گیا۔ اس وقت یہ اور بات تھی کہ وہ اندر سے بہت ڈرا ہوا تھا۔ مومن نے ماں کو بتایا کہ آج رات وہ بیٹھک میں بیٹھ کر کچھ ضروری نوٹس

www.zemtime.com

تیار کرنے والا ہے اس لیے اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے، اپنے کمرے میں اس لیے نہیں بیٹھ رہا کہ وہاں کی لائٹ جلتے رہنے سے دوسرے لوگ ڈسٹرب نہ ہو۔ کوئی کیا اعتراض کرتا کہ ایسا کرنا اس کے معمولات میں تھا۔ گیارہ کے قریب اس نے عمر کے لیے بیرونی دروازہ جو بیٹھک کے اندر کھلتا تھا کھولا تب تک وہ اطمینان کر چکا تھا کہ سلیم احمد سمیت اماں، ابا بھی سو چکے تھے۔ بارہ بجے کے قریب اس نے جیسے ہی چھپا کر رکھا ہوا ریوالور نکال کر اسے صاف کیا عمر ریوالور دیکھ کر ساکت رہ گیا۔

"ی..... یہ..... یہ کیا ہے؟ تو، تو پورا غنڈہ بن گیا ہے یا کسی گینگ کو جوائن کر لیا ہے۔ میں نہیں جا رہا تیرے ساتھ، میں گھر جا رہا ہوں، آج سے ہماری دوستی ختم۔" عمر بدک کر بولا اور جانے کے لیے پر تولنے لگا۔

"دوستی ختم کے بچے۔" مومن نے اسے دوبارہ پکڑ کر صوفے پر پھینکنے کے انداز میں بٹھایا۔

"بڑی بیگم جیسی خرانٹ عورت کو ریوالور سے ہی دھمکاؤں گا نہ کہ لالی پاپ سے اور پانی والی پستول سے تو بچے بھی نہیں ڈرتے اس لیے یہ علی (مشترکہ دوست) کے بھتیجے کی کھلونا گن کافی دن سے بننے آئی ہوئی تھی، بنا کے رکھ دی تھی، کل کام کے بعد واپس کر دوں گا۔ گولی نہیں ہوتی اس میں گندم کے دانے جتنے کچھ دانے ہوتے ہیں اس میں اس وقت وہ بھی نہیں ہیں۔" وہ اس کو اس طرح سمجھا رہا تھا جیسے کسی کند ذہن بچے کو سمجھا رہا ہو۔

"پھر..... بھی ہے تو گن ناں، نام کی ہی سہی۔" عمر کا انداز پھر بھی خوف والا تھا۔ اس نے میز پر رکھی کھلونا گن کو ایسے دیکھا جیسے اس میں سے ابھی گولی چل جائے گی۔

"یہ دیکھ..... یہ میرے جڑے ہاتھ اور جلدی سے پھوٹ لے یہاں سے بلکہ اتنی رات میں بھی تجھے کہیں ڈاکو نہ اٹھا لے جائیں۔ میں جا رہا ہوں اپنے محاذ پر۔ شاہ جہان کا میسج آ گیا ہے کہ باجی لوگ گیارہ بجے اپنے اپنے کمرے میں سونے جا چکی ہیں۔ دعا باجی کی آج نائٹ ہے، وہ ہاسپٹل میں ہیں۔ بڑی بیگم کا آج ایک کتاب کے مطالعہ کا ارادہ ہے اس لیے وہ اپنے کمرے میں ہوں گی۔ راوی چین ہی چین لکھ رہا ہے۔ ہمیں ایک ڈیڑھ بجے تک پہنچ جانا چاہیے اور اب پونا ایک ہو رہا ہے۔ جب گلی کی نکڑ پر آئیں، مجھے بیل دے دینا میں انتظار میں ہوں اور جاگ رہا ہوں۔" مومن نے تنگ آ کر اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیے اور خود شاہ جہان کا میسج بآواز بلند پڑھ کر سنایا، اس کے بعد اس نے میز پر رکھا ایک ماسک اور موبائل اٹھا کر جیب میں رکھا اور کن پینٹ میں اڑس لی۔

"دروازہ اندر سے بند کر کے سو جاؤ، لائٹ آن رکھنا تاکہ لگے میں جاگ کر کام کر رہا ہوں، سیل آن رکھنا، میں فری ہو کر بیل دوں گا، ڈور کھل دینا۔" مومن نے جلدی جلدی ہدایات دیں۔

"ٹھہر جا..... میں چل رہا ہوں..... یہاں رہ کر ٹینشن لینے سے بہتر ہے کہ ٹینشن میں جا کر ہی ٹائم گزارا جائے۔" عمر نے مرے مرے انداز میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ ہوئی ناں شیروں والی بات..... چل اٹھ شاباش..... یہ لے تیرا ماسک، گیٹ سے باہر ہی لے لیں گے منہ پر۔" مومن نے خوش ہو کر عمر کے کاندھے پر تھپکی دی اور میز پر رکھا دوسرا فیس ماسک اٹھا کر اسے دیا جو کہ ایک کارٹون کی مضحکہ خیز شکل پر مشتمل تھا۔

"بات سن..... یہ سی سی ٹی وی کیمرے کا تو کوئی چکر نہیں ارد گرد، پتا تو کر لیا ناں؟" عمر کو اب بھی کئی تحفظات تھے اس پروگرام پر۔

"یار..... تیری باتوں سے ناں میں خود کو ابھی سے مجرم تصور کرنے لگا ہوں، دیکھ لیا ہے سب کچھ، گلی محلوں میں ابھی رواج نہیں ہوا ان کیمروں کا..... چل بھی اب، باقی کی تفتیش واپس آ کر کر لینا۔" مومن بگڑ کر بولا، دونوں آگے

www.zemtime.com

پیچھے گلی میں نکلے تھے، مومن پرسکون تھا جبکہ عمر کا تو لگ رہا تھا کہ دم اب نکلا کہ تب نکلا۔

☆

شفا نے ان کو ان کی فیورٹ کتاب تحفہ میں دی تھی۔ اس لیے عشاء کی نماز اور تسبیح کے بعد وہ بچیوں کے پاس آئیں اور ان پر دم کرنے کے بعد دعا کو کال کر کے معمول کا حال احوال دریافت کیا پھر ٹی وی کے سامنے بیٹھے شاہ جہان کو اٹھا کر اس کے کمرے میں بھیجا اور گیارہ بجے کے قریب لائٹیں بند کرنے کے بعد اپنے کمرے میں آ گئیں۔ کتاب پڑھتے پڑھتے نجانے کتنا وقت گزرا تھا جب وہ کھٹکے پر چونکیں مگر چونکیں جب اپنے کمرے کا دروازہ کھلتے اور دو لمبے تڑنگے منہ پر ماسک لگائے آدمیوں کو داخل ہوتے دیکھا..... وہ تو آج تک دروازہ اندر سے کبھی لاک کر کے سوئی ہی نہیں تھیں، ہاں بچیوں کو تاکید کر کے سوتی تھیں کہ اپنے اپنے کمرے اندر سے لاک کر لیا کریں بلکہ اپنی نگرانی میں لاک کرا کے پھر سوتی تھیں، کبھی کبھار جیارات کو ان کے پاس ہی سو جایا کرتی تھی جب بہنوں سے کھٹ پٹ ہو جایا کرتی تھی۔

''کک..... کون ہو تم اور اندر کیسے آئے؟'' اندر سے کانپتے ہوئے وہ اوپر سے مضبوط بن کر بولیں۔ کتاب کو مضبوطی سے جکڑے ان کے ہاتھ کانپ رہے تھے، آگے والا زیادہ لمبا آدمی جس کے ہاتھ میں پستول تھی ذرا سا آگے بڑھا۔

''بتاتے ہیں بڑھیا اتنی جلدی بھی کیا ہے؟'' پستول والا یقیناً آواز بدل کر بول رہا تھا جب کہ دوسرا آدمی ابھی تک دروازے کے ہینڈل کو پکڑے کھڑا تھا۔ دفعتاً بچیوں کے بارے میں سوچتے ہوئے ان کا دل بے ساختہ دھڑکا کہ اللہ نہ کرے کہ ان میں سے کوئی باہر آئے۔

''شاہ جہاں کہاں ہوگا؟'' ذہن خود کو سنبھال کر اندر ہی اندر جوڑ توڑ کر رہا تھا۔

''دیکھو بھئی ہمیں تم سے کوئی لینا دینا نہیں.....''

''تو اور کس سے لینا دینا ہے۔'' اس سے آگے والے کی بات کاٹ کر انہوں نے تیز لہجے میں پوچھا کہ وہ لمحوں میں ہی جان گئی تھیں کہ وہ دونوں پیشہ ور نہیں ہیں یا تو کسی اور کے گھر کے دھوکے میں یہاں آ گئے ہیں یا آج کل کے نوجوانوں کی طرح ایڈونچر کا شوق انہیں یہاں لے آیا ہے۔

''مجھے تو لگتا ہے کہ میں تم لوگوں کو پہچان گئی ہوں۔'' ان کو جیسے ہی لگا کہ وہ پیشہ ور نہیں ہیں، انہوں نے تکا لگا کر اپنا لہجہ رعب دار بنایا، ان کا انداز صحیح نکلا..... ہینڈل پکڑے پچھلے بندے کی ٹانگوں کو انہوں نے کانپتے دیکھا اور آگے والے کی آنکھوں میں بھی چونکنے کا تاثر آیا تھا۔ پلک جھپکنے میں انہوں نے ہاتھ میں پکڑی بھاری بھرکم کتاب کا نشانہ پستول والے کی طرف لیا اور واقعی ان کی کتاب نے آگے والے کی پیشانی کی طبیعت درست کی..... اس کے ہاتھوں سے پستول چھوٹ کر نیچے گری کہ وہ اپنی پیشانی پکڑ کر ہلکا سا دوہرا ہوا، ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی تھی جب پچھلا والا خوامخواہ ہی نیچے گر گیا تھا شاید خوف سے۔

''ٹھہرو کم بختو! تمہاری تو میں خبر لیتی ہوں۔'' دونوں کا ردعمل دیکھ کر انہوں نے پاس رکھا بھاری گل دان بھی ان کی طرف اچھالا جو آگے والے کے پاؤں پر لگنے کی دیر تھی کہ وہ ایک پاؤں ہاتھ میں پکڑا ناچ اٹھا اب وہ بیٹھے بیٹھے کچھ اور تلاش کر رہی تھیں اور میز پر کچھ نہ ملنے پر وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔

''آج رک جاؤ ذرا! تم دونوں کو تمہاری نانی اور چھٹی کا دودھ نہ یاد دلایا تو بڑی بیگم نام نہیں میرا۔'' بلند آواز سے کہتی وہ بیڈ سے نیچے اتر آئیں۔

www.zemtime.com

"بھاگ لے کم بخت..... ورنہ آج اس خونخوار خاتون سے نہیں بچنے کے۔" آگے والے نے ابھی تک نیچے پڑے کانپتے ہوئے ساتھی کا ہاتھ پکڑا اور لنگڑاتے ہوئے کمرے سے نکلا اور جاتے ہوئے باہر سے لاک لگا دیا..... بڑی بیگم کو وہ آواز آشنا سی لگی مگر وہ وقت آواز پہچاننے کا نہیں ان چوروں کو پکڑنے کا تھا اس لیے جلدی سے دروازہ تک آئیں اور باہر سے بند دروازہ دھڑ دھڑا ڈالا۔

☆

"اف..... اف..... میرے مالک! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے بچالیا، پروردگار! میں وعدہ کرتا ہوں بلکہ قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ کسی کمینے کی بات مان کر کوئی ایسا ویسا کام نہیں کروں گا جس سے دنیا کے سامنے بنی بنائی عزت خاک میں مل جائے۔" بیڈ پر عمر ہانپتے ہوئے چت لیٹے ہوئے کہہ رہا تھا۔ وہ بڑی مشکل سے جان بچا کر نکلے تھے، کیسے نکلے؟ یہ الگ کہانی تھی، یہ اور بات تھی کہ شاہ جہان کی مدد کے بغیر وہ نہ جاسکتے تھے وہاں اور نہ ہی نکل سکتے تھے۔

"بڑی خطرناک عورت ہے یہ بڑی بیگم! ہونے والے دامادوں کا بھی لحاظ نہیں کیا، کیسا تاک کر نشانہ مارا اس دس کلو کی کتاب کا میری آنکھوں پر..... شکر ہے آنکھ نکلنے سے بچ گئی ورنہ اس نے پوری کوشش کی تھی۔" عمر اپنی سرخ انگارہ ہوتی آنکھ کو رومال سے دباتے ہوئے کراہ رہا تھا۔ آنکھ کے اردگرد کی ساری جگہ سوج گئی تھی اور ماتھے پر بھی ایک گومڑا ابھر آیا تھا۔

"پاؤں کی اوپر والی ہڈی بھی مجھے لگتا ہے ٹوٹی نہیں تو کڑک ضرور گئی ہے۔" لیٹے لیٹے دوسرے ہاتھ سے مومن نے اپنا پاؤں دبایا، لہجہ انتہائی دکھی تھا۔

"اور یہ سب تیری وجہ سے ہوا ہے، بزدل انسان۔" مومن ذرا سا سنبھلتے ہی اٹھ بیٹھا۔

"ایسے دروازے کو چپک کر کھڑا ہو گیا جیسے موقع ملتے ہی بھاگ نکلے گا اور تیرا ڈرنا اور کانپنا ہی میری توجہ ہٹا گیا ورنہ درگت تو جو بنوائی سو بنوائی کم از کم اپنا نقطہ نظر ہی بیان کر دیتا، میں کہ بی بی تم سے ہمارا کوئی لینا دینا نہیں ہے، ہمیں ان بہت سے نوجوانوں نے بھیجا ہے جن کی ماؤں کی بے عزتی کر کے تم نے گھر سے نکال دیا تھا، اب جلدی جلدی بیٹیوں کو رخصت کرنے کا سوچو ورنہ تمہاری خیر نہیں ہے..... ہائے ابھی میں دل ہی دل میں جملے ترتیب دے ہی رہا تھا کہ کتاب نامی میزائل نے مجھ پر زلزلہ طاری کر دیا..... ابھی میں آواز بدل کر مدعا بیان کرنے کو پر تول رہا تھا کہ زمانہ قدیم کا وہ سو کلو کا گل دان جسے گل دان کہنا بھی گل دان کی توہین ہے نے ساتوں آسمان میرے پاؤں پر توڑ دیئے۔" اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی عمر کی بے ساختہ ہنسی مومن کو طیش دلا گئی تھی۔

"اب بڑی دندیاں نکل رہی ہیں اس وقت تو مر رہا تھا..... تو نیچے گر کر تڑپنے لگا کم بخت جیسے چوٹ مجھے نہیں تجھے لگی ہو۔" وہ تپ کر بول۔

"اپنی شکل دیکھ ذرا اور بہانا سوچ کہ صبح گھر والوں اور اکیڈمی میں اسٹوڈینٹس کو کیا کہے گا کہ نوٹس بناتے بناتے یہ کس سے ٹکر ہو گئی تیری..... فلموں کا وہ کردار لگ رہا ہے جسے ہیرو نے مار مار کر اس کا بھرکس نکال دیا ہو..... ماتھے پر یہ بڑا گومڑ، سرخ ہوتی آنکھ اور سوجا ہوا منہ۔" عمر تو جیسے جیسے اس کو غور سے دیکھ رہا تھا اس کی ہنسی ہی بند نہیں ہو رہی تھی۔

"ہیں..... واقعی..... اس بات کا تو میں نے سوچا بھی نہیں..... آئینہ ہی دیکھ لوں۔" وہ سب کچھ بھول کر پریشانی سے بولا اور اٹھ کر ملحقہ واش روم کی طرف جانے لگا مگر پھر پاؤں پڑ کر دہرا ہوا۔

"اوغ....." درد سے منہ سے بے معنی آوازیں نکلیں۔

www.zemtime.com

''خبیث اب کوئی بہانا سوچ یا ایسے ہی اپنی ناکامی کا جشن مناتا رہے گا۔'' غصے میں وہ عمر پر چڑھ دوڑا۔
''منصوبہ بندی اور پلاننگ میں تجھ سے بڑا بہانے باز نہیں دیکھا میں نے..... اس لیے میں تو سو رہا ہوں کہ صبح میں نے آفس جانا ہے، جلدی نکل جاؤں گا یہاں سے۔'' بے مروتی سے کہہ کر عمر منہ پر تکیہ رکھ کر لیٹ گیا۔
''کمینہ..... مطلب پرست۔'' مومن منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔
''مومن۔'' دفعتاً عمر جلدی سے اٹھ بیٹھا۔
''گن تو وہیں رہ گئی یار۔'' اس کے لہجے میں خوف در آیا۔
''بڑی بیگم چلائے گی شاہ جہان پر..... تجھے کیا فکر ہے؟'' وہ بے زاری سے بولا۔
''اٹھ کے ذرا ادھر ادھر تلاش کر کہیں سے پین کلر برآمد کر لے..... درد جینے نہیں دے رہا، سونے کیسے دے گا، صبح حیا سے اس کتاب کا نام پوچھوں گا پھر متعلقہ اداروں کو مفت مشورہ دوں گا کہ دنیا کا بہترین ہتھیار ایجاد ہو چکا اور ان کو پتا ہی نہیں۔'' وہ آہ بھر کر بولا۔
''کتاب تو ہتھیار ہی ہے ہر کسی کا، اب تو یہ ہر ایک کے ظرف پر ہے کہ وہ اسے کیسے لیتا ہے، کوئی اسے اپنے ظرف کے مطابق لیتا ہے، کوئی دوسرے کے..... بڑی بیگم نے جب تک اپنے ظرف کے متعلق لیا تو اس کا مطالعہ ہی کیا جب تمہارا ظرف دیکھا تو اسی کے مطابق اس کو استعمال کر لیا۔'' عمر کے کہنے پر مومن اسے کینہ توز نظروں سے دیکھ کر رہ گیا۔

☆

صبح تک آنکھ کا بہت ہی برا حال ہو چکا تھا، اندرونی آنکھ جیسے خون چھلکانے لگی تھی اور آنکھ کے اردگرد کا حصہ کالا، نیلا ہو چکا..... پاؤں بری طرح سوج گیا تھا کہ چلنا محال تھا، مومن کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آنکھ اور سر میں زیادہ درد تھا یا پاؤں میں..... پین کلر نہ ملنے اور بروقت علاج نہ ہونے کے سبب وہ بہت تکلیف میں تھا۔
''یار..... درد میں انسان دوسرے کو دوائی دے دیتا ہے یا دبا ہی دیتا ہے، اب دوائی میرے پاس ہے نہیں، اتنی رات گئی میں باہر جا کر دوبارہ کوئی رسک لینے کو تیار نہیں ہوں اور ظالموں نے زخم بھی تاک تاک کر ایسی جگہوں پر مارے ہیں کہ بندہ دبا بھی نہیں سکتا..... آنکھ دبانے سے بچی کھچی بصارت بھی چلی جائے گی اور پاؤں جو ٹوٹنے سے ذرا ہی بچا ہے، تھوڑا سا زور لگانے سے ہی ٹوٹ جائے گا۔''
''شکل اچھی نہ ہو تو بات ہی اچھی کر لے بندہ اور ایسی توفیق ملی ہی نہیں..... تو اپنا گندا منہ بند ہی رکھنا چاہیے۔'' مومن کراہا کہ عمر کی مسلسل چلتی زبان اس پل اسے زہر لگ رہی تھی۔
''اچھا بھئی! میں تو چلا اب، اپنے گھر کے قریب والی مسجد میں نماز ادا کر کے کچھ پیٹ پوجا کروں گا پھر نکلوں گا آفس کے لیے..... یہاں رک گیا تو پتا نہیں کیا کیا قصے کہانیاں گھڑنی پڑیں گی اور میں کوئی تیری طرح جھوٹ بولنے کا ماہر تو ہوں نہیں کہ فٹافٹ کوئی کہانی بنا کر اگلے کو مطمئن کر دوں..... اس لیے اگلی ملاقات تک کے لیے گڈ بائے۔''
آذان ہوتے ہی عمر نے جانے کے لیے پر تولے۔
''دفع ہو خبیث..... تیرے جیسے دوست ہوتے ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ہوتا نہیں دوست ہر ہاتھ ملانے والا۔'' مومن درد سے کراہا۔
''میری ہمدردیاں تیرے ساتھ ہیں بھائی اور میں نے جو کرنا تھا وہ کر دیا، اب اس سے زیادہ کی امید مت رکھنا مجھ سے، ہاں جو بہانہ بنائے اپنے گھر والوں کے سامنے، وہ مجھے فون پر بتا دینا پھر فروٹ شروٹ لے کر، پریشان سا ہو کر

تیری خیریت معلوم کرنے آؤں گا۔'' عمر شرارت سے کہتا بیٹھک کا دروازہ کھول کر نکل گیا تھا۔

مومن کے لیے درد کے ساتھ وہ تھوڑا سا وقت گزارنا ہی مشکل ہوگیا، ہاجرہ بیگم نے آ کر دروازہ نہ بجایا تھا۔

''اماں۔'' وہ زور سے پکارا کہ اب واقعی درد برداشت کرنا اس کے لیے مشکل ہوگیا تھا۔

''نماز نہیں پڑھی مومن..... ہائے میرے اللہ، یہ تمہیں کیا ہوا؟'' معمول کے انداز میں کہتی وہ اندر آئیں مگر اس کا چہرہ دیکھ کر دہل کر بولیں۔

''ایکسیڈنٹ ہوگیا چھوٹا سا..... مجھے کوئی درد کی گولی دے دیں، میڈیکل باکس میں سے اور ساتھ چائے دیں، درد کی شدت بہت زیادہ ہے۔''

''ہاں..... ہاں دیتی ہوں، پر یہ ہوا کیسے، تم تو یہاں بیٹھے کام کر رہے تھے، یہاں بیٹھے بیٹھے کیسا ایکسیڈنٹ؟'' ہاجرہ بیگم کی تو آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے لاڈلے کی شکل دیکھ کے۔

''اماں..... مجھے ٹیبلیٹ دے دیں، یہ پوچھ گچھ بعد میں کر لیجیے گا۔'' وہ آنکھ پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

''لاتی ہوں..... لاتی ہوں..... حرا کے ابا..... حرا کے ابا۔'' ہاجرہ میں عجلت سے باہر نکلیں، ساتھ میں جمیل صاحب کو بھی آوازیں دے رہی تھیں۔

☆

ان میں سے کوئی بھی ابھی تک اپنے معمول کے کام پر نہیں گئی تھی، سوائے بڑی بیگم کے ساری ہی پریشان تھیں۔ بڑی بیگم تو ان کو رات والے واقع کی بھنک بھی نہیں پڑنے دینا چاہتی تھیں مگر شاہ جہان کے ساتھ چور کی داڑھی والا معاملہ تھا، شاید اس نے نماز کے لیے اٹھی صفا اور شفا کو فوراً ہی بتا دیا تھا کہ رات ان کے گھر چور گھس آئے تھے اور انہوں نے بڑی بیگم کو ان کے کمرے میں بند کر دیا تھا..... جسے سنتے ہی وہ پریشانی سے بڑی بیگم کے کمرے کی طرف بھاگی تھیں، بڑی بیگم معمول کی تسبیح میں مصروف تھیں۔

''اماں..... آپ ٹھیک تو ہیں؟'' صفا نے آ کر ان کے استغراق میں خلل ڈالا تھا۔

''ہاں بیٹے، بالکل ٹھیک ہوں..... خیریت؟'' انہوں نے حیرت سے پوچھا مگر ان کے پیچھے دروازے سے جھانکتے شاہ جہان کے سر نے ان کو باور کرا دیا کہ اس نے رات والی خبر ان تک پہنچائی ہوگی۔ شفا، دعا، جیا اور حیا کو بھی جگا کر بتاتی آئی تھی جب ہی نماز ادا کرنے کے بعد پریشان سی وہ بھی چلی آئی تھیں۔

''میں نے کہا تھا ناں باجیوں کو کچھ بھی مت بتانا جب تک میں نہ کہوں..... کر دیا ناں سب کو پریشان۔'' بڑی بیگم نے سنجیدگی سے شاہ جہان کو کہا وہ آئیں بائیں شائیں کرنے لگا۔

''شاہ جہاں..... تم چلو ناشتا کا سامان تیار کرو میں آتی ہوں۔'' صفا نے شرمندہ کھڑے شاہ جہان کو کہا اور اس کے جانے کے بعد ماں کی طرف متوجہ ہوئی۔

''اماں یہ اتنی معمولی بات نہیں ہے..... مجھے پوری بات بتائیں اور میں تو کہتی ہوں کہ ہمیں پولیس کو بھی انوالو کرنا چاہیے۔'' دعا تشویش سے بولی۔

''اور میں آج ہی باؤنڈری وال پر خاردار تاریں لگوانے کا آرڈر دیتی ہوں..... میں تو حیران ہوں کہ اتنی نوکدار گرل کو کیسے کراس کر لیا کم بختوں نے؟'' صفا نے بات آگے بڑھائی۔

''اور..... اماں آپ کو کچھ کہا تو نہیں انہوں نے..... خدانخواستہ کوئی نقصان پہنچا سکتے تھے آپ کو؟'' حیا روہانسی ہوئی۔

www.zemtime.com

"نقصان؟" بڑی بیگم کچھ یاد کر کے مسکرائیں۔

"یہ پوچھو کہ اماں آپ نے ان کو کیا نقصان پہنچایا؟" بڑی بیگم کا انداز ڈرامائی تھا پھر انہوں نے کتاب پڑھنے سی کتاب مارنے تک اور کھلونا گن وہیں چھوڑ کر چوروں کے بھاگ جانے کا سارا قصہ سنایا جسے سن کر ان سب کی حیرت کی انتہا نہیں رہی، ثبوت کے طور پر بڑی بیگم نے میز پر رکھی کھلونا گن اٹھا کر بیٹیوں کو دکھائی۔

"اس لیے گھر کی حفاظت کے لیے جو اقدامات کرنے ہیں، ان سے میں تمہیں نہیں روکوں گی مگر یہ پولیس وغیرہ کو مت انوالو کرو، خوامخواہ میں ہی بات پھیلے گی اور بگڑے گی..... مجھے تو کوئی آوارہ سے لڑکے لگے وہ جو نہ جانے کسی سے چھپ کر یہاں آ نکلے یا محض مستی میں..... بہر حال مالک نے ہمیں کسی قسم کے نقصان سے محفوظ رکھا۔" بڑی بیگم نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"میں تو یہ سوچ رہی ہوں کہ بیرونی دیوار تو چلو پھلانگ کر آ گئے ہوں گے وہ لوگ اندر..... لاؤنج کا ڈور بھی تو لاک ہوتا ہے روزانہ، وہ لاک کیسے کھولا ہوگا انہوں نے اور اگر وہ لاک کوئی کھول سکتا ہے تو پھر تو ہم ڈورز لاک کر کے بھی محفوظ نہیں ہیں۔" شفا دور کی کوڑی لائی۔

"بس بچے میری کوتاہی سمجھ لو یا شاہ جہان کی غفلت کہ رات میں نے شاہ جہان کو کہا کہ جلدی سے ٹی وی بند کر کے جا کر سو جائے اور لاؤنج کا لاک لگا لے..... اس نے کہا بس ابھی پانچ منٹ میں اٹھتا ہوں اور مجھے لگتا ہے کہ وہ لاؤنج کا مین ڈور لاک کرنا بھول گیا مگر اب ڈر کے مارے کہہ رہا ہے کہ اس نے لاک کر دیا تھا..... انسان اپنی غلطیوں سے ہی سیکھتا ہے، اب اس نکمے پر ایسا اہم اور ضروری کام نہیں چھوڑنا کبھی بھی ورنہ لاک میں چیک کر چکی ہوں وہ بالکل ٹھیک ہیں..... ان لوگوں کو لاؤنج کا ڈور اوپن ہی ملا ہوگا۔"

"اس شاہ جہان کو ٹی وی دیکھتے ہوئے اپنا ہوش نہیں رہتا..... ڈور کا کیا خاک خیال رکھے گا۔" حیا جل کر بولی۔

"اماں..... پھر بھی میں کہتی ہوں کہ ہمیں مزید انویسٹیگیٹ کرنا چاہیے؟ حالات ایسے نہیں ہیں کہ کسی بھی غیر معمولی بات کو ہم ایسا اگنور کر کے بیٹھ جائیں۔" دعا نجانے کیوں مطمئن نہیں ہو پا رہی تھی۔

"میں ناشتا بنانے میں شاہ جہان کی ہیلپ کر دوں پھر میری ایک کسٹمر ہیں، ان کے ہسبینڈ پولیس میں ہیں، ان سے ڈسکس کر کے دیکھتی ہوں۔" حیا فیصلہ کن انداز میں کہتے ہوئے اٹھی جبکہ بڑی بیگم بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گئی تھیں۔

☆

"ہاں بھئی زریں مصروفیت ہی اتنی ہے کہ دوبارہ اس حوالے سے بات ہی نہیں ہو سکی، یہ بتاؤ بھائی کو لے کر گئی تھی ڈاکٹر کے پاس..... کیا بنا پھر؟" کسٹمرز سے فارغ ہو کر جیا نے زریں کو بلایا۔

"وہ..... جیا....." زریں ہاتھ مروڑتے ہوئے تذبذب کا شکار ہوئی۔

"کیا ہوا، کیا مسئلہ ہے؟ بتاؤ گی نہیں تو مجھے پتہ کیسے چلے گا زریں، مجھے بعد میں افسوس ہوا کہ میں خود چلی جاتی اس دن تم لوگوں کے ساتھ، خیر نیکسٹ ٹائم، اب بتاؤ کیا ہوا، تائی نے کچھ کہا ہے کیا؟" وہ نرمی سے کہتے ہوئے بولی۔

"جیا..... ریسپشن پر جب ہمیں ڈاکٹر سے واپسی پر رسید ملی تو اس پر درج فیس نے ہم دونوں بہن بھائیوں کو عجیب سی شرمندگی میں مبتلا کر دیا تھا کہ ڈاکٹر کے مطابق کم از کم یہ سیشنز سال سے دو سال کا پراسس ہے، اس کے علاوہ میڈیسن کا مسلسل استعمال ہوگا..... کنڈیشن بہتر نہ ہونے پر علاج کا یہ دورانیہ طویل ہو سکتا ہے۔"

"پھر؟" جیا ابھی تک پوری بات سمجھی ہی نہ تھی۔

www.zemtime.com

"پھر یہ کہ جیا....." اس نے طویل سانس لی۔ "ہم غریبوں کے نزدیک علاج صرف اسی بیماری کا کرانا چاہیے جس سے انسان کی سانسیں بند ہو جانے کا خطرہ ہو..... باقی یہ سب کچھ معمول ہے ہمارے نزدیک، ہم جیسے لوگ جن کو دو وقت کی روٹی، ایک چھت چھن جانے کا سب سے بڑا خوف لاحق ہو تو عمر بھر اسی بیماری کے علاج میں ہی گزر جاتی ہے..... ہم لوگوں کا خوف بھوک ہے تو بیماری چار دیواری اور ضروریات زندگی ہماری نہیں..... اس ایک زندگی میں اس کا علاج ہو جائے بڑی بات ہے۔" وہ تلخی سے ہنس دی۔

"پھر میں کیا سمجھوں کہ تم دونوں نے میڈیسن استعمال کرنا تو ایک طرف ڈاکٹر کو اور مجھے بے وقوف سمجھ لیا اور ہماری بات پر کان دھرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔" جیا کا انداز سنجیدہ ہوا، زریں نے ایک نظر جیا کو دیکھ کر پھر سر جھکا لیا۔ جیا تاسف سے ہونٹ بھینچ کر رہ گئی۔

"دیکھو زریں..... تمہاری ساری باتیں ایک سو ایک فیصد درست ہیں لیکن غلط میں بھی نہیں ہوں، بس ہمارے سوچ اور نظریات کا فرق ہے، تم سوچتی ہو کہ اس بیماری کا علاج کرانا چاہیے جس سے جان کے لالے ہوں تو میرے نزدیک اس بیماری کا علاج بھی ضروری ہے جس سے آپ کی خودداری کی موت واقع ہو جائے اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جو مسائل ہوں یا بیماری ان کی جڑ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ایسا مسئلہ یا ایسی بیماری پیدا ہونے ہی نہ دی جائے، میں تمہاری استاد ہوں اور اسی ناتے تمہیں ایک گر کی بات بتا رہی ہوں کہ تمہارے بھائی کے نفسیاتی علاج میں ہی تمہاری ساری بیماریوں اور سارے مسائل کا حل موجود ہے۔ جہاں تک فیس اور دیگر اخراجات کی بات ہے تو میں جو پے کے علاوہ ایکسٹرا ورک میں فیس دیتی ہوں وہ رقم اپنے پاس رکھتی جاؤں گی اور تمہیں ڈاکٹر کے ہر وزٹ پر دے دیا کروں گی..... تائی اگر پوچھیں اس رقم کے بارے میں تو کہنا کہ کیونکہ چھٹیاں زیادہ کرتی ہو اور لیٹ آتی ہو تو میں تنخواہ کاٹ لیتی ہوں تمہاری..... اب تم مجھے پرسکرپشن لا کر دو کل..... میں میڈیسن منگواتی ہوں خود اور اگلی اپائنمنٹ میں میں خود جاؤں گی، آج اپنے بھائی سے کہنا مجھے کال کرے۔" موبائل پر ٹائم دیکھتی وہ جلدی جلدی بول رہی تھی کہ اس کے دو تین نیکسٹ کسٹمرز آ چکے تھے۔ زریں جو کچھ کہنے کی کوشش کر رہی تھی، چپ ہو گئی تھی۔

☆

"ان سے ملو عمر..... رشتے میں میرے ماموں ہوتے ہیں، اماں کے خالہ زاد پلس رضاعی بھائی ہیں یہ سلیم ماموں۔" تعارف کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے مخصوص اشارہ بھی کیا، عمر جو ابھی بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ دوبارہ سے کھڑا ہو کر خصوصی طور پر سلیم احمد سے ملا، اس کے تصور سے ہٹ کر وہ ایک شریف النفس اور بے ضرر سے آدمی لگے تھے، خاموش، کھوئے کھوئے سے، تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھ کر جمیل صاحب کے ساتھ ہی اٹھ گئے تھے۔

"یہ..... یہ وہی سلیم احمد ہیں..... صفا کے والد؟" ان کے جانے کے بعد عمر نے دوبارہ مومن سے تصدیق چاہی۔

"وہی ہیں۔" مومن نے کہا، اس کے پاؤں پر چڑھا پلستر عمر کی نظروں میں ابھی آ گیا تھا۔

"یہ..... پاؤں ٹوٹ ہی گیا تھا، میں سمجھا کہ تو ڈراما کر رہا ہے۔" وہ پچھلی بات بھول کر حیرت سے بولا، اس کی بات پر مومن نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا پھر دانت پیس کر بولا۔

"کاش کہ میں وقت بدل سکتا اور تجھے عین اس خونی گل دان کے نشانے پر کھڑا رکھتا پھر پوچھتا کہ ڈراما کسے کہتے ہیں..... یہاں اماں ابا کو تاویلیں دے دی کر دماغ خشک ہو گیا میرا کہ آخر مجھے رات گئے باہر جانے کی سوجھی کیا اور پاؤں کا تو چلو چل گیا بہانہ کہ بائیک چڑھ گئی اوپر سے آنکھ کے لیے سو بہانے الگ، تراشنے پڑے..... یہ دو ماہ کی

www.zemtime.com

کڑوی کسیلی دوائیاں، درد، تکلیف سب کچھ بھول جاتا میں اگر جو ذرا سا وقت مل جاتا مجھے۔" وہ آخر میں آہ بھر کر اپنے پلستر لگے پاؤں کو حسرت سے دیکھ کر سوجے ہوئے منہ پر ہاتھ پھیر کر بولا۔

"دوسری طرف بھی یہی خواہش ہوگی بڑی بیگم کی کہ ہائے کاش وقت مل جاتا کچھ تو چور کم بخت کی ہڈی پسلی ایک کر دیتی۔"

"چوروں کی۔" مومن نے تصحیح کی۔

"لو..... مجھے تو انہوں نے دیکھا ہی نہیں شاید یاد دیکھا بھی ہوگا تو یہی سوچا ہوگا کہ پتا نہیں کم بخت چور کس کا معصوم بچہ بھی ساتھ ورغلا لایا، انداز سے بالکل بھی چور نہیں لگتا اگلے کی طرح۔" عمر نے حساب برابر کیا۔

"اچھا سن، یہ لے جوس پی اور دماغ ٹھنڈا رکھ کر میری بات سن۔" عمر نے جوس کا گلاس مومن کو پکڑایا اور خود کرسی پر ذرا سا آگے ہو کر بیٹھا جبکہ مومن اس کے سامنے ہی بستر پر نیم دراز تھا، اس کی پشت پر تین تکیے لگے ہوئے تھے جبکہ پلستر لگے پاؤں کے نیچے بھی ایک تکیہ تھا۔

"وہ جو اس دن مجھ سے کسر رہ گئی ناں تو سمجھ آج سود سمیت چکا دیا میں نے حساب۔" وہ قدرے آہستہ آواز میں بولا۔

"سچ بول..... کیا بڑی بیگم کو منا لیا تو نے؟" مومن خوش ہو کر بولا۔

"منا لوں گا یار، ابھی تو تجھے جیل میں چکی پیسنے کی مشقت سے بچایا ہے میں نے، سوچ اس کالے نیلے منہ اور ٹوٹے پاؤں کے ساتھ تجھے جیل میں چکی پیستے دیکھتا تو کیا گزرتی مجھ پر..... پولیس تک پہنچنے لگا تھا معاملہ۔" عمر نے بات کو سنسنی خیز بنایا۔

"کیا کہہ رہا ہے؟" مومن جلدی سے اٹھنے کی کوشش میں کراہ کر رہ گیا۔

"ہاں ناں..... مجھ سے صفا نے باتوں باتوں میں ذکر کیا کہ اس کی بہن کے کوئی جاننے والے ہیں پولیس ڈیپارٹمنٹ میں..... ان سے رابطے کا ارادہ ہے، میں نے فوراً منع کر کے اپنی خدمات پیش کر دیں اور پھر دو دن، پورے دو دن اس خاتون کو مجھے باور کرانے میں لگے کہ پولیس والے بات کا بتنگڑ الگ بناتے ہیں اور چار لوگوں میں بدنامی الگ ہوتی ہے پھر زیر تفتیش وہ سب آئیں گی، ان کی والدہ بھی جو پہلے ہی بیمار ہیں..... بس والدہ کی بیماری والی بات نے فوراً اثر کیا اور اس نے گھر میں بات کر کے معاملہ روک دیا۔"

"جیتا رہ یار، میں اٹھ سکتا تو ابھی منہ چوم لیتا تیرا..... مجھے تو غصہ اس حیا پر آ رہا ہے کہ تین دن سے میں اکیڈمی نہیں گیا، نہ کوئی خیر خبر لی میری نہ ہی رابطہ اور تو اور میں ایکسپکٹ کر رہا تھا کہ وہ جو ہر بات مجھ سے ڈسکس کرتی ہے تو یہ بات بھی ضرور بتائے گی مگر نہیں..... میں نے بھی غصے میں رابطہ نہیں کیا۔" مومن نے خاصے دکھ سے اپنا دکھڑا رویا۔

"ہمم..... چل اس بات کو کسی اور وقت پر رکھ چھوڑ، میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا ہے ابھی ابھی۔" عمر اچانک پر جوش ہوا۔

"بول..... تو اور تیرے آئیڈیاز۔" مومن طنزیہ انداز میں بولا۔

"یہ جو تیرے سلیم ماموں ہیں..... صفا و حیا کے ابا۔" عمر کا انداز معنی خیز تھا۔

"ان پر اگر کام کیا جائے تو یہ بھی بڑے کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں ہمارے لیے..... آخر کو لڑکیوں کے والد محترم کے عہدے پر فائز ہیں اور خبیث تو نے مجھے بتایا ہی نہیں کہ یہ تیری طرف آئے ہوئے ہیں۔" وہ تجویز دیتے ہوئے آخر میں غصہ ہوا۔

www.zemtime.com

"یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں تھی جو میں بتاتا..... بس میں نہیں چاہتا تھا کہ بڑی بیگم تک یہ بات پہنچے اور حیا کا اکیڈمی آنا بند ہو جائے..... دوسرے وہ لڑکیوں کے والد کے عہدے پر فائز ہیں نہیں بھی تھے، بڑی بیگم نے ریٹائر کر دیا ان کو سمجھوان کی بیٹیوں نے بھی رخصت دے دی..... میں تجھ سے پہلے ہی اس ٹریک پر سوچ چکا ہوں..... یوں سمجھ کبھی انہوں نے بڑے کام دکھائے ہوں گے مگر اب یہ چلا ہوا کارتوس ہیں بس۔" مومن کا انداز اچھا خاصا افسردہ ہو گیا تھا۔

☆

حیا کی حالت جلے پیر کی بلی کی مانند تھی کہ وہ جب سے اکیڈمی سے مومن کی ایکسیڈنٹ کی اطلاع ملی تھی وہ بے حد پریشان ہو گئی تھی..... ساری لڑکیاں مل کر حرا میم کے پاس بھی گئی تھیں سر مومن کی خیریت معلوم کرنے اور دل کو تسلی ہوئی تھی کہ انہیں تھوڑی بہت چوٹیں آئی تھیں مگر وہ اب ٹھیک تھے، وہ گھر آ کر سر مومن سے بات کرنا چاہتی تھی، ان کو تسلی دینا چاہتی تھی اور خیریت معلوم کرنا چاہتی تھی، وہ یہ بھی جانتی تھی کہ سر مومن کو بھی اس کی کال کا انتظار ہو گا مگر گھر میں چوری والے مسئلے کے بعد بڑی بیگم نے حفاظتی اقدامات سخت کر دیئے تھے، اپنی نگرانی میں لاؤنج کا مین ڈور لاک کرتیں، بیٹیوں کے ساتھ ہی بیٹھی رہتیں..... ان کو کتنا ہی ضروری کام کیوں نہ ہوتا کسی کو بھی اکیلا کمرے میں نہ جانے دیتیں، لاؤنج میں ہی بیٹھ کر سب اپنے روزمرہ کے کام سرانجام دیتیں، سونے کے ٹائم پر اپنے کمرے میں اکٹھے ہی بھیجتیں..... حیا کے لیے سر مومن سے بات کرنا محال ہو گیا تھا۔

آج بھی وہ ساری اپنے اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف تھیں، صفا حسب معمول لیپ ٹاپ ٹانگوں پر رکھ کر مصروف تھی..... شفا ایک شرٹ کی ڈیزائننگ میں مصروف تھی، دعا کی آج ڈے ڈیوٹی تھی تو وہ گھر پر تھی..... حیا اس کو منتیں کر رہی تھی کہ اتنی ٹف روٹین میں وہ خود کتنی رف ہو رہی تھی، اسے ایک آدھ فیشل کرا لینا چاہیے مگر دعا کہہ رہی تھی کہ اس کے پاس ان فضولیات کا ٹائم نہیں ہے..... مزید یہ کہ آج دعا اماں کے ہاتھوں میں پھنسی تیل کی مالش کرا رہی تھی، حیا اپنے سامنے کتاب کھولے بیٹھی تھی مگر دماغ بہت سے خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا..... سلیم احمد کی سر مومن کے گھر آمد، ان کی بیماری نے ہی کب سے دل و دماغ میں اودھم مچا رکھا تھا کہ سر مومن کے ہونے والا ایکسیڈنٹ اسے بے حد پریشان کر گیا تھا۔ حالانکہ ان کی آخری بار بات اسی رات کو ہوئی تھی جس دن ان کے گھر دو اجنبی گھس آئے تھے اس دن مومن سر بہت پر امید تھے ان دونوں کے رشتے کے بارے میں، حیا نے سلیم احمد کی بابت دریافت کیا تھا جس کے بارے میں مومن نے کہا تھا کہ اب ان کی طبیعت تو کچھ بہتر ہے مگر وہ زیادہ تر چپ رہتے ہیں اور اپنی بیٹیوں سے ملنے کے لیے بہت بے چین ہیں اور ہمیشہ کی طرح اس دن بھی سلیم احمد کے بارے میں بات کرتے ہوئے آنکھیں بھر آئی تھیں۔

"کیا بات ہے حیا، کوئی مسئلہ ہے، بہت چپ چپ ہو؟" شفا کی نظر اس پر سب سے پہلے پڑی۔

"نہیں..... پریشانی تو کوئی نہیں لیکن....." کتاب سے سر اٹھا کر اس نے چونک کر کہا۔

"کل کے ٹیسٹ کا لڑکی سے پوچھنا تھا..... ایک منٹ ذرا اپنا سیل دکھائیں۔" اچانک ہی خیال آنے پر اس نے شفا سے کہا۔

"شور..... یہ لو۔" حیا نے دھڑکتے ہاتھوں سے شفا کا سیل اپنے ہاتھ میں تھاما اور چور نظروں سے سب پر نگاہ کی، سب اپنی مصروفیات اور ہلکی پھلکی باتوں میں مصروف تھیں، دعا کسی پیچیدہ کیس کی تفصیل بتا رہی تھی کہ وہ سب کیسے ایک بندے کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے، مگر آپریشن کے بعد معجزاتی طور پر اس کا ہوش میں آ جانا ان سب کے

www.zemtime.com

لیے ہی ایک معجزہ ثابت ہوا تھا۔ اس نے چور نگاہوں سے بہنوں پر نگاہ دوڑائی اور باہر نکل آئی تھی۔
"شفع..... حیا بات کر رہی ہوں، کمسٹری کے ٹیسٹ کا پوچھنا تھا۔" چائے کی ٹرے اندر لے کر آتا شاہ جہان معنی خیزی سے مسکرایا اسے موبائل پکڑے دیکھ کر۔
"کیسے ہیں مومن سر؟ میں حیا..... شفا کے نمبر سے بات کر رہی ہوں..... آپ کیسے ہیں، طبیعت کیسی ہے، زیادہ چوٹیں تو نہیں آئیں؟" وہ آہستہ آواز میں تیز تیز بول رہی تھی۔
"خیال آ گیا۔" مومن کا شکوہ برجستہ تھا مگر لہجہ بشاش تھا۔
"اصل میں موقع نہیں مل رہا تھا مجھے سیل اٹھانے کا اور نہ ہی اکیلی ہو پا رہی تھی، ورنہ بات تو کرنا چاہ رہی تھی آپ سے، جب سے آپ کے ایکسیڈنٹ کا سنا تھا، بہت پریشانی ہو رہی تھی۔" اس کی فکر اس پل مومن کے سارے شکوے کہیں اڑا لے گئے تھے۔
"اچھا میں بند کر رہی ہوں، شفا سے کلاس فیلو سے کال کا بہانہ کر کے سیل لیا تھا..... موقع ملتے ہی بات ہو گی، اپنا خیال رکھیے گا۔" اپنے نام کی پکار پر اس نے جلدی سے بات ختم کی۔
"تم بھی اپنا خیال رکھنا اور نمبر ڈیلیٹ کر دینا کال ہسٹری سے میرا۔" مومن کی بات کے جواب میں اس نے اثبات میں سر ہلا کر مومن کا نمبر ڈیلیٹ کیا اور اندر آ گئی، اس سے بات کر کے دل کو تھوڑا سکون مل گیا تھا۔

☆

"اتنے مصروف تو ہمارے ملک کے پرائم منسٹر نہیں ہوں گے، جتنے موصوف ہیں کہ ناں کال اٹینڈ کرنے کا ہوش ہے اور نہ ٹیکسٹ کے ریپلائی کی خبر۔" وہ آج کافی دن بعد آفس آئی تھی، پچھلے ایک ہفتہ سے وہ بابا (اسد صاحب) کے ساتھ دبئی گئی ہوئی تھی مگر اسے آفس میں کسی لڑکی کے ساتھ ایک فائل پر اکھٹے سر جھکائے تھوڑا سا عجیب محسوس ہوا تھا تو شفا نے بھی ناگواری سے نو وارد کو دیکھا تھا جس کو اتنی تمیز نہیں تھی کہ وہ بتا کر یا پوچھ کر اندر آتی..... کچھ کہنے کی کوشش میں وہ لب بھینچ گئی کہ آنے والی کا انداز اگر اسے کھٹکا تھا تو مقابل بھی کرسی گھسیٹ کر مالکانہ حق کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔
"ٹھیک ہے شفا اس پر بعد میں بات کرتے ہیں، آپ جب تک ڈیزائننگ والا کام فائنل کر لیں۔ ان سے ملو عائشہ یہ....." ریان نے ناگواری سے عائشہ کے اس عمل کو دیکھا پھر تعارف کرانے ہی لگا تھا کہ عائشہ فوراً بول اٹھی۔
"آفس اوکے ریان! یہ نیو ایمپلائی ہوں گی..... جلدی چلو میں تمہیں لینے آئی ہوں، مجھے تمہیں بہت کچھ بتانا اور دکھانا ہے اور لنچ ہم دونوں ساتھ کر رہے ہیں۔"
"عائشہ....." ریان نے اسے فوراً ٹوک کر ایک اچٹتی نظر سامنے بیٹھی شفا پر ڈالی جو بے تاثر چہرے کے ساتھ اسکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھی مگر ریان جانتا تھا کہ اسے عائشہ کا رویہ برا لگا تھا سو نہ چاہتے ہوئے بھی اس کا رویہ عائشہ سے روکھا ہو گیا تھا۔
"میں سب کچھ دیکھوں گا اور سنوں گا لیکن ابھی نہیں شام کو فری ہو کر چکر لگاؤں گا..... اس وقت نہیں چل سکتا، اس لیے تم مجھے فورس کر کے پریشان مت کرو۔"
"پریشان.....! میں تمہیں پریشان کر رہی ہوں۔" عائشہ اچھل ہی پڑی۔
"ایک ہفتہ..... پورا ایک ہفتہ میں تم سے دور رہی اور اتنا مس کیا تمہیں..... تم سے بھی یہی ایکسپیکٹ کر رہی تھی کہ مجھے اتنا مس کیا ہو گا کہ میرے انتظار میں گھڑیاں گن رہے ہو گے اور یہاں تم کہہ رہے ہو کہ میں تمہیں پریشان

کر رہی ہوں۔" وہ جیسے صدمے کی کیفیت میں بولی، ریان شفا کے سامنے عائشہ کے اس رویے پر اور بھی شرمندہ ہوا، نجانے کیوں وہ عائشہ کا سامنا شفا سے نہیں چاہ رہا تھا اور اب اگر ملاقات ہو ہی گئی تھی تو دل میں عجیب سی خواہش نے جنم لیا تھا کہ شفا کو ان کے بیچ نئے رشتے کا نہ پتا چل سکے۔

"چل رہے ہو یا میں جاؤں؟" میز پر رکھا بیگ اٹھا کر کندھوں پر لٹکا کر بولی۔

"عائشہ..... فی الحال میں بزی ہوں، شام میں ملتے ہیں۔" اس نے پیپرز پر جھکے جھکے کہا۔ عائشہ چند لمحے غصے سے اسے دیکھتی رہی پھر پیر پٹخ کر چلی گئی۔

"اووف....." شفا نے سر اٹھا کر کہا۔

"کون تھی یہ محترمہ، بڑی پراؤڈ سی تھیں، آپ کی پکی سہیلی لگ رہی تھیں۔" اس نے سادہ سے لہجے میں پوچھا مگر چور کی داڑھی میں تنکا کے مصداق ریان خوامخواہ شرمندہ ہو گیا۔

"ہماری فیکٹری کے اونر کی صاحبزادی ہیں..... بس وہ ذرا لاڈلی ہیں باس کی..... اکلوتی ہیں ناں؟" اس کے تفصیل بتانے پر شفا سر ہلا کر رہ گئی تھی۔

☆

"یہ کیا ہے؟" تائی نے پیسے گننے کے بعد زریں کو گھور کر تیز لہجے میں پوچھا۔

"پے کاٹ لی ہے تائی میم نے..... وہ کہتی ہیں کہ میں چھٹیاں زیادہ کرتی ہوں اور اکثر لیٹ بھی ہو جاتی ہوں تو انہوں نے بہت برداشت کر لیا..... اب نہیں کریں گی۔" زریں سر جھکا کر اٹک اٹک کر بولی، وہ وہی بول رہی تھی جیسا جیا نے اسے سکھا کر بھیجا تھا مگر زندگی میں پہلی بار جھوٹ بول رہی تھی تو نظریں بھی نہ ملا سکی تھی اور لہجہ بھی لڑکھڑا رہا تھا۔

"نہ کرے برداشت..... چھوڑ کے بیٹھ جاؤ تم بھی دو تین دن، دیکھنا کیسے بھاگی بھاگی آئے گی، غضب خدا کا خوف خدا ہی ختم ہو گیا ہے لوگوں میں۔"

"چھوڑنے کا فائدہ ہوتا تو چھوڑ دیتی تائی لیکن بہت مشکل سے یہاں کام ملا تھا، یہاں پھر میم اچھا معاوضہ دیتی ہیں..... بہ نسبت دوسرے پارلرز کے، ان کے پاس تو روزانہ کتنی لڑکیاں کام لینے آتی ہیں۔"

"اچھا..... اچھا بہت بولنا آ گیا ہے تمہیں..... یہ بتاؤ یہ تو تلا کہاں ہے؟ ذرا نظر رکھو اس پر۔" پیسے بٹوے میں رکھ کر پاس رکھے تکیے کے غلاف میں رکھے اور پھر نخوت سے پوچھا۔ بھائی کے لیے ایسا طنزیہ انداز زریں کے دل کو چیر ڈالتا تھا مگر اس نے کہا بھی تو صرف اتنا کہ وہ سو رہا ہے۔

"واہ بھئی واہ، یہاں بیسیوں کام اس مردار کے منتظر رکھے ہیں، سبزی، فروٹ، گوشت، سب لانے والا ہے..... دو پٹے رنگ کروانے ہیں، نل ٹھیک کرانا ہے، آدھا گھنٹہ پہلے بتا کے آئی ہوں سارے کام مگر وہ نکھٹو ابھی تک بستر توڑ رہا ہے، اٹھاؤ اس کم بخت کو تمہارے تایا کا بندہ پورے ٹائم پر روٹی لینے آ جائے گا، ارشد ابھی سے بھوک بھوک چلا رہا ہے، جاؤ اور جا کے اس کو اٹھا کر بازار بھیجو اور خود کچن کا رخ کرو۔"

"جی۔" تائی کے حکم نامہ پر وہ مڑی تھی کہ انہوں نے پھر سے آواز دے کر بلا لیا۔

"اے سنو..... دھیان کرنا کہیں نشے وشے کی لت نہ لگا کر آ گیا ہو تمہارا بھائی..... یہ وقت، بے وقت کا سونا کہیں کوئی اور رنگ نہ لے آئے۔"

"اللہ نہ کرے تائی..... کیسی باتیں کرتی ہیں وہ تو....." کہتے ہوئے اس نے زبان دانتوں تلے دبائی کہ وہ کہنے لگی تھی کہ جب سے وہ سائیکاٹرسٹ کی تجویز کردہ دوائیاں استعمال کرنے لگا تھا سے نیند زیادہ آنے لگی تھی، ڈاکٹر نے

www.zemtime.com

مشورہ کرنے پر بتایا تھا کہ کچھ دن ایسے ہوگا پھر آہستہ آہستہ اس کی اعصاب اور جسم ان دوائیوں کا عادی ہو جائے گا۔

''ارشد کے کمرے میں بھی جھانک کر دیکھ لینا، کسی چیز کی ضرورت نہ ہو اسے، میں دیکھ رہی ہوں کچھ دن سے تم اس بھلے مانس پر توجہ نہیں دے رہی ہو، بلاتا رہ جاتا ہے تمہیں، کان ہی نہیں دھرتیں تم کسی بات پر، پتا بھی ہے کہ طبیعت بگڑ جاتی ہے میرے بچے کی ذرا بھی ٹینشن لے تو، جاؤ اب کھڑی کیوں ہو۔'' سارے احکامات صادر کرنے کے بعد اس کے کھڑے ہونے پر اعتراض کیا تو طویل سانس لیتی ہوئی زریں وہاں سے چل دی تھی۔

☆

''ریان..... تم آ گئے بیٹا، کہاں رہ گئے تھے، کب سے کال کر رہی ہوں تمہیں؟'' عشرت پریشان سی موبائل لیے باہر احاطے میں ہی مل گئی تھیں۔

''کیا ہوا امی، خیریت تو ہے؟ راستے میں تھا۔'' وہ بائیک کھڑی کر کے ہیلمٹ ہاتھ میں لیے ان کے قریب آیا اور تشویش سے پوچھا۔

''بھائی جان کال پر کال کر رہے ہیں کہ عائشہ کی اور تمہاری شاید لڑائی ہو گئی ہے..... وہ صبح سے ہی کمرے میں بند ہے، بھائی جان کی کسی بات کا جواب دے رہی ہے نہ دروازہ کھول رہی ہے، وہ بہت پریشان تھے، پوچھ رہے تھے کہ کیا بات ہوئی ہے، بس عائشہ گھر سے خوش باش گئی تھی کہ لنچ تیار کرائیں وہ ریان کو لے کر آتی ہے اور واپسی پر روتی ہوئی آئی اور کمرے میں بند ہو گئی۔'' عشرت بیچاری ہراساں سی لگ رہی تھیں اس پل۔

''کوئی جھگڑا نہیں ہوا بھئی، کام کے ٹائم پر مجھے کہا ابھی کے ابھی سب چھوڑ کر اس کے ساتھ چل پڑوں، ہزار بار کہا ہے کہ تمہارے ابا کا آفس ہے یہ مگر میں یہاں کام کر کے تنخواہ لیتا ہوں، ابھی نہیں چل سکتا..... ناراض ہو کر چلی گئیں محترمہ..... چلیں اب کوئی نقصان نہ پہنچا لیا ہو اس بے وقوف لڑکی نے۔'' وہ بے زاری سے کہتا ہوا پھر بائیک کی طرف بڑھا اور کچھ ہی دیر بعد وہ اسد صاحب کے خوب صورت گھر میں موجود تھے۔ اسد صاحب بے حد پریشان سے لاؤنج میں ہی ٹہلتے مل گئے تھے۔

''ریان تم..... تم بات کرو اس سے، کہو دروازہ کھولے، چار گھنٹوں سے وہ کمرے میں بند ہے، میری تو کسی بات کا جواب ہی نہیں دے رہی۔'' اسد صاحب تو لگتا تھا کہ اب رو دیں گے۔

''آپ بیٹھ جائیں ماموں یہاں..... ایسے ہی پریشان ہو کر اپنی طبیعت خراب کر لیں گے آپ، پتا تو ہے کتنی ضدی ہے عائشہ، چھوٹی چھوٹی بات فیل کر جاتی ہے، میں ابھی اس کو لے کر آ رہا ہوں۔'' ریان نے ماموں کو کندھوں سے پکڑ کر صوفے پر بٹھایا۔

''تم بھی بیٹھو عشرت! اپنی پریشانی میں تمہیں بیٹھنے کو ہی نہیں کہا، تم جاؤ بیٹا۔'' اسد صاحب نے دونوں کو بیک وقت مخاطب کیا۔ عشرت بھائی کے پاس بیٹھ گئیں اور ان کو تسلی دینے لگیں، ریان عائشہ کے کمرے کی طرف آیا، ایک لمحے کو کچھ سوچا پھر دروازے پر زوردار دستک دی۔

''عائشہ دروازہ کھولو بھئی..... کیا بچپنا ہے یہ، ماموں کتنے پریشان ہو رہے ہیں کچھ اندازہ ہے؟''

''عائشہ.....'' مگر دوسری بار دستک پوری ہونے سے پہلے ہی دروازے کا لاک کھلنے کی آواز آئی۔ ریان نے بے ساختہ ایک طویل سانس خارج کی۔ ادھ کھلے دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر وہ چند لمحوں بعد اندر داخل ہوا۔ سارا کمرہ عجیب افراتفری کا شکار نظر آیا، جیسے غصے میں چیزیں پھینکی گئی ہوں..... ریان نے پاؤں میں آیا کشن اٹھا کر صوفے پر رکھا پھر عائشہ کے ستے ہوئے چہرے کو دیکھتے ہوئے اس نے جیب میں سے موبائل نکال کر ماموں کو کال

www.zemtime.com

ملائی، وہ بھی شاید انتظار میں ہی تھے کہ فوراً ہی کال اٹینڈ کرلی تھی۔
''عائشہ ٹھیک ہے ماموں..... ریلیکس ہوجائیں، میں اسے لے کر آرہا ہوں۔''
''شکر ہے پاک پروردگار کا، ہاں بیٹا ضرور، جلدی لے کے آؤ اسے، کھانا ہم میں سے کسی نے بھی نہیں کھایا ابھی تک..... تمہیں بھی آفس سے آتے ہی پریشان کردیا، آجاؤ پھر سب مل کر کھانا کھاتے ہیں۔'' خوشی سے ان کی آواز لرزنے لگی تھی۔
''یہ کیا ہے عائشہ! اتنا غصہ بھی کرنا ہے کوئی کہ خود بھی پریشان ہو، دوسروں کو بھی پریشان کردے، مجھے کم از کم تم سے اس چیز کی بالکل امید نہیں تھی۔'' سنجیدگی سے کہتا ہوا وہ اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔
''اور مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی کہ اتنے دن کی دوری کے بعد تم ویلکم کی بجائے ایسے روڈلی بی ہیو کروگے۔'' بیڈ پر ٹانگیں لٹکا کر اس کے سامنے بیٹھی ہوئی وہ منہ پھلا کر بولی۔
''کم آن عائشہ..... بہت بار اس بات پر ہمارے درمیان بحث ہوچکی ہے کہ میں اپنی اصولوں پر کوئی کمپرومائز نہیں کرسکتا اور باقی باتیں بعد میں..... بہت بھوک لگی ہے، امی نے بھی میرے انتظار میں کچھ نہیں کھایا اور ماموں بھی تمہاری وجہ سے بھوکے بیٹھے ہیں ابھی تک، پہلے کھانا کھالیتے ہیں پھر چائے پیتے ہوئے ایک دوسرے کے گلے شکوے سنتے ہیں۔'' ریان کچھ تھکا تھکا سا بولا۔
''تمہارے شکوے نہیں، صرف میرے، وہ بھی تم نے نہ صرف سننے ہیں بلکہ دور بھی کرنے ہیں۔'' وہ اٹھ کر اس کی طرف انگلی کا اشارہ کرکے زور دیتی ہوئی بولی۔
''اچھا یار ابھی چلو بھوک سے برا حال ہے میرا۔'' وہ اس کے آگے چلتا ہوا بے زاری سے بولا۔
''چلو۔'' عائشہ خوشی خوشی اس کے ساتھ چلتی ہوئی باہر آگئی تھی۔
واپسی پر ڈھیروں تحائف کے ہمراہ ریان کو روانہ کرکے عائشہ خوش تھی مگر کیا ریان بھی خوش تھا؟ کوئی نہیں جانتا تھا۔

☆

''کیا میں اپنے پرسنلو میں سے کسی ایک حوالے سے آپ پر ٹرسٹ کرسکتی ہوں؟'' صفا نے بہت سوچ بچار کے بعد اس سے بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔
''جی..... جی صفا۔ کہیے جو بھی کہنا چاہتی ہیں، مجھے خوشی ہوگی اگر میں آپ کے کسی کام آسکوں۔'' وہ ہمہ تن گوش ہوا، صفا نے کچھ لمحے اپنے آپ کو بولنے پر آمادہ کیا جیسے سوچ رہی ہو کہ بات کہاں سے شروع کرے۔
''کیا بات ہے صفا؟'' اب کے عمر نے تشویش سے کہا۔
''ان کا خیال مجھے راتوں کو سونے نہیں دیتا۔'' اس نے سر جھکا کر بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
''کک..... کون..... کس کا خیال صفا؟'' عمر نے گھبرا کر کہا۔
''سلیم احمد کا..... میں نے بہت اگنور کرنے کی کوشش کی، بہت سمجھایا خود کو کہ انہوں نے جو کچھ کیا وہ اس سے زیادہ کے مستحق ہیں، دنیا مکافات عمل ہے لیکن ان حقائق پر ایک بات حاوی ہوگئی کہ وہ میرے باپ ہیں اور آج کل بیمار ہیں۔'' عمر غور سے اس کی بات سن رہا تھا۔
''کیا چاہتی ہیں آپ صفا؟'' عمر نے محتاط لہجے میں پوچھا۔
''صرف ان کی خیریت معلوم کرنا کہ اب وہ ٹھیک ہیں یا نہیں..... کتنی بڑی بدقسمتی ہے ناں عمر سر کہ ایک ڈاکٹر بیٹی

www.zemtime.com

کے ہوتے ہوئے ان کو پتا نہیں ٹھیک علاج کی ضرورت میسر ہے کہ نہیں۔" وہ تاسف سے بولی۔

"وہ فیصل آباد میں اپنی جس خالہ زاد بہن کے گھر رہائش پذیر ہیں، میں کل ان کا ایڈریس آپ کو لا دوں گی، مجھے ان کی خیریت معلوم کروا دیں کسی طرح اور کچھ رقم بھی ایسے طریقے سے ان تک پہنچانی ہے کہ ان کو پتا نہ چلے کس نے بھیجی ہے۔"

"جی بہتر۔" وہ مودبانہ انداز میں بولا اور ایک دفعہ تو دل میں آیا کہ اس کو صاف صاف بتا دے کہ وہ اس کے باپ سے کئی بار مل چکا ہے، وہ واقعی بیمار ہیں اور ان سب سے ملنے کے لیے تڑپ رہے ہیں اور آج کل وہ فیصل آباد میں نہیں بلکہ اسی شہر میں ان سے کچھ فاصلے پر موجود ہیں مگر وہ سب سوچ کر رہ گیا کہ مومن سے مشورہ کیے بغیر وہ ایسا کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

☆

"دیکھو تیمور تم ایک جوان، خوب صورت اور پڑھے لکھے آدمی ہو..... مکمل صحت مند، شکر ادا کرنے پر آؤ تو یہ زندگی ناکافی ہو جائے، چوبیس گھنٹوں میں سے دن اور رات میں صرف ایک گھنٹہ نکالو اپنی ذات کے لیے..... ایک گھنٹہ میں ساٹھ منٹ ہوتے ہیں اور ساٹھ منٹس میں ساٹھ سیکنڈ، ایک ایک سیکنڈ میں تمہیں عطا کی گئی ایک ایک نعمت کا نام لو پھر سوچنا کہ تمہارا یہ گھبرانا یا ہکلانا بنتا بھی ہے۔" ڈاکٹر صاحب کرسی پر بیٹھ کر قدرے آگے جھک کر اپنے سامنے سر جھکائے بیٹھے تیمور سے کہہ رہے تھے۔ یہ اس کا اس سائیکاٹرسٹ سے تیسرا سیشن تھا۔

"تمہارا جو مسئلہ ہے، میری نظر میں تو وہ کوئی مسئلہ یا بیماری ہے ہی نہیں، صرف ایک خود ساختہ سوچ ہے، جس نے تمہارے اندر اپنے پنجے گاڑ کر تمہیں اس قدر بے بس کر دیا ہے کہ تم چھ فٹ کے آدمی ہو کر اس سوچ سے خوف زدہ ہو جو محض ایک خیال ہے۔ محض ایک خام خیالی، میرا ماننا کہ دنیا میں ہر مرض کا آدھا طبیب وہ شخص خود ہوتا ہے جس کو کوئی مرض لاحق ہو اور تمہارا مرض جو سرے سے کوئی مرض ہی نہیں ہے اس کے پورے طبیب تم خود ہو بشرطیکہ خود کو اپنے علاج پر آمادہ کرو، میں تمہیں جو دوائیاں دیتا ہوں وہ محض تمہیں سکون بخشتی ہیں، یہ دوائیاں تمہیں اس وقت تک ٹھیک نہیں کر سکتیں جب تک تم بھی اپنے علاج میں پوری دلجمعی سے حصہ نہیں لو گے۔" ڈاکٹر صاحب کی بات پر اس نے حیران نظروں سے ان کو دیکھا۔

"مم..... میں..... کیسے؟" وہ کہنا چاہتا تھا کہ میں کیسے اپنا علاج خود کر سکتا ہوں جو ایک بات بھی مکمل ادا نہیں کر سکتا مگر کسی کوالیفائیڈ ڈاکٹر کے سامنے اس طرح بولنے کی شرمندگی نے اسے بات پوری نہ کرنے دی اور اس نے بے بسی سے سر جھکا لیا تھا، ڈاکٹر صاحب سے اس کے آنکھوں کی چمکتی نمی چھپی نہ رہ سکی تھی۔

"کر سکتے ہو..... صرف تم ہی اپنا علاج کر سکتے ہو اور کرو گے بھی، بس تمہیں ادراک نہیں ہے اس چیز کا، حالات ہوں یا رویے بعض دفعہ انسان کی صلاحیتوں، جذبوں اور کبھی کبھی زندگی کے چلن کو بھی دبا دیتے ہیں، جیسے بیج سے نئے اگے پودے کو کوئی پیروں تلے روند کر گزر جائے، وہ پودا وہیں مر جاتا ہے مگر اس کی جڑیں زمین کے اندر زندہ ہوتی ہیں اور ایک عرصہ تک انتظار کرتی ہیں موافق حالات کا، مناسب مٹی اور پانی کا اور مالی کی دیکھ بھال کا، یہ عوامل مل جائیں تو مرا ہوا پودہ دنوں میں ہی دوبارہ اگ آتا ہے اور پہلے سے زیادہ طاقت لے کر اگتا ہے اور پروان چڑھتا ہے، ایسے ہی تم جیسے لوگوں کے اندر کے احساسات اور جذبوں کو حالات کی سختی اور رویوں کی تلخی نے روند کر رکھ دیا ہے..... ان احساسات، ان جذبات کی جڑیں آج بھی تمہاری ہمت کی زرخیز مٹی، تمہارے پختہ ارادے کی آبپاشی اور عزم کی دیکھ بھال کے منتظر ہیں..... جھٹک دو سارے خوف اپنے دل و دماغ سے، روزانہ کی بنیاد پر کم از کم پندرہ سے بیس

www.zemtime.com

منٹ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے آپ کو بغور سر سے پیر تک دیکھو۔"

"آ..... آ..... ئینہ۔" وہ سر اٹھا کر بول کہ برسوں ہوئے اس نے اپنی شکل آئینے میں دیکھی ہی نہ تھی، کیا وہ اس قابل تھا کہ آئینے کی سامنے کھڑا بھی ہو پاتا کجا کہ پندرہ منٹ اپنے آپ کو دیکھنا۔

"ہاں آئینہ..... جو تمہیں بتائے گا کہ تم خوب صورت، صحت مند اور جوان آدمی ہو کیونکہ تم نے اپنی ذات کو خود کی نظر سے دیکھنا چھوڑ دیا ہے۔"

"پندرہ منٹ میں تم ایک ہی فقرہ دہراؤ گے کہ میں بالکل صحت مند اور جوان آدمی ہوں..... یہ تم آئینے میں اپنی آنکھوں میں دیکھ کر کہو گے، فقرے کو شعوری کوشش سے رکے اور ہکلائے بغیر ادا کرنا پندرہ منٹ تک۔" ڈاکٹر صاحب کا یہ سیشن پچھلے سے زیادہ طویل تھا مگر انہوں نے اس کی دوائیوں میں ایک ٹیبلیٹ کم کر دی تھی..... کلینک سے باہر نکلتے ہوئے زندگی میں پہلی بار تیمور کو لگا تھا کہ اس کا وجود بھی اہم ہے اور وہ ناکارہ اور بے کار انسان نہیں ہے کیونکہ پروردگار نے کسی کو بھی دنیا میں بے کار پیدا نہیں کیا، وہ سڑک سے لے کر گاڑیوں کو اور انسانوں سے لے کر عمارتوں کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے پہلی بار دیکھ رہا ہو، زندگی میں پہلی بار اسے لگ رہا تھا کہ اسے دیکھ کر کوئی نہیں ہنس رہا نہ ہی اس کا تمسخر اڑا رہا ہے۔

☆

"سر..... میں اپنے ابا سے ملنا چاہتی ہوں۔" کال پر کہے گئے اس ایک جملے نے مومن کو بھک سے اڑا دیا تھا۔ وہ پندرہ دن کے بعد اکیڈمی جانا شروع کر چکا تھا، درمیان میں حیا سے بس دو بار ہی مختصر سی بات ہوئی تھی۔

"کیا کہا تم نے؟" وہ لیٹے سے اٹھ بیٹھا۔

"فارسی نہیں بولی میں نے۔" وہ نروٹھے پن سے بولی۔

"سیدھی بات کہی ہے کہ مجھے اپنے ابا سے ملنا ہی، سلیم احمد سے..... کسی بھی طریقے سے، پلیز مجھے ان سے ملوا دیں ورنہ میرا دماغ سوچ سوچ کر پھٹ جائے گا۔" آخر میں اس کا لہجہ التجائیہ ہو گیا تھا۔

"مم..... مگر بڑی بیگم تمہاری بہنیں۔" مومن کو سمجھ نہیں آئی کہ حیا کی اس غیر متوقع بات کا کیسے رد عمل دے۔

"میں انہیں نہیں بتانے والی اور اگر ان کو پتا بھی چل گیا تو میں بہانہ بنا دوں گی کہ آپ کی خیریت دریافت کرنے پوری کلاس کی لڑکیاں گئی تھیں آپ کے گھر۔"

"ہمم..... ہوم ورک مکمل ہے تمہارا اور ارادہ بھی پختہ۔" مومن کا انداز کچھ سوچتا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر لیکن میرے گھر نہیں، میں ماموں کو لے آؤں گا حرا آپی کے گھر..... یوں تمہارے لیے بھی مسئلہ نہیں بنے گا اور تمہارے ابا بھی بیٹیوں کی یاد میں دن بدن گھلتے جا رہے ہیں کچھ سکون ملے گا ان کو بھی۔"

"تھینک یو..... تھینک یو سر۔ میں آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی، آپ ان کو کل ہی لے آیئے گا۔" آخر میں تو حیا رو ہی دی تھی۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ شمارے میں)